

11.00
RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

CHECKED

معره وصال



CHECKED 1995

چیتا

۲۱۰۲۸
۸۱۳۳

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵
قریب بکڈ پو کچہ چلاں دہلی



جلد حقوق
(بنام پبلشر محفوظ ہیں)

۲۱۱۳۳۷
CHECKED

غوث گیسٹ ہاؤس

حاجہ شیخ احمد شاہ
رہبرینا، خوش خرم، ریاض آباد
پبلشر

حامدین قریشی فریادادی
مالک

رسالہ نئی روشنی و قریشی بکڈ پو دہلی

(مطبوعہ آرمی پریس دہلی)

تصفیر کریمہ ندیم
دہلی دہلی

دعوتِ زبانی لکھنؤ
طبع اول ایکھڑار

قیمت پختہ ۱۲

فہرست مضامین کتاب خدا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸	مختلف اقوام میں شادیاں کرنا کی نتیجہ	۴	مسلمانوں کی زندگی
۳۱	خو بصورت اولاد پیدا کرنے کا طریقہ	۵	حبس لطیف
۳۲	فصل بہار میں لذت عیش	۶	عہد شباب
۳۳	زوجین کی کیفیات	۷	قانون مواصلت
"	مباشرت کے وقت اچھے خیالات	۸	دیباچہ
۳۵	مواصلت کے وقت بناؤ نگہار	۹	لو کا یا لڑکی
۳۷	مواصلت سے پہلے حاصل تمام	۱۶	لڑکیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں ؟
۳۸	حاملہ کی رفتار حیات	۱۹	خدا کا اثر
۳۹	حاملہ کے ساتھ شوہر کا حسن سلوک	۲۰	خدا کے درجے اور تہیں
۴۰	حاملہ عورت کا احترام	۲۱	حسب نشانہ اولاد دینے کی پیدائش ہوتی ہے
۴۱	بعض مفید احتیاطیں	"	لڑکا پیدا کرنا
۴۲	عاشق و معشوق کی اولاد	"	زوجہ کی غذا
"	غیر شرعی اولاد	۲۲	مرد کی غذا
۴۴	شرعی اور غیر شرعی اولاد کا موازنہ	"	مرد کے لئے غذا کا مشورہ
۴۵	والدین کی خصوصیات کا اثر اولاد پر	"	لڑکی ہونے کی نشانی
"	اولاد میں الدین کی خصوصیات	"	عورت کی غذا
۴۶	وراثت	۲۳	مرد کی غذا
"	وراثت رجعی	"	عرب و اکثر کا نظریہ
"	وراثت تائیری	۲۵	حسین و جمیل اولاد پیدا کرنا
۴۷	امریکہ کی مثالیں	۲۷	والدین کی محنت کا اثر اولاد پر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲	مشہور آدمیوں کی لڑکیوں کا حال	۶۹	اولاد
۶۴	خاندانی امراض کے اثرات	۷۰	طاقتور والدین کی اولاد
۶۶	ہولناک امراض سے محفوظ رہنے کا طریقہ	۷۱	علامات کیونکر منتقل ہوتی ہیں
۶۷	حفظ ماتقدم	۷۲	قدر کی درانی و پستی
۶۸	والدین اور بچوں کے ضروری ہدایات	۷۳	زیادہ موٹا ہونا
۷۰	بچوں کی پرورش	۷۴	انتقال رنگ
۷۱	اہم اغراض	۷۵	انتقال مزاج
۷۲	غذا	۷۶	وراثت حمل
۷۳	ورزش	۷۷	وراثتی عمر
۷۴	آسائش	۷۸	جسمانی اوصاف و عیوب کا اثر اولاد پر
۷۵	بچھڑنا	۷۹	فطری اور دماغی خصوصیات کا اثر اولاد پر
۷۶	بچوں کی تعلیم و تربیت	۸۰	عربی کی ایک شکل
۷۷	مادری زبان کی تعلیم	۸۱	اولاد ماں باپ کا عکس ہوتی ہے
۷۸	بچوں کو سنل	۸۲	لڑکیوں میں باپ کی خصوصیات کا اثر
۷۹	کسٹن بچوں کا پروگرام	۸۳	لڑکوں میں ماں کی عادتوں کا اثر

بیوی کے فرائض

اس کتاب میں قرآن وحدیث سے مضامین اخذ کر کے بتایا گیا ہے کہ عورتوں کے فرائض کیا ہیں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد یہاں بیوی کی دنیوی زندگی میں سچی شادمانی حاصل ہوگی اور عالم آخرت میں خدا اور رسول کی خوشنودی۔ میت صرف ۸ منہرست مضامین ملاحظہ ہو:-

ازدواجی تعلقات کی ابتداء۔ مزاج دانی۔ محبت۔ خدمت۔ احترام جذبات۔ رشتہ داروں کا برتاؤ۔ ملازمداری۔ آپہنیں شکر رنجی۔ اپنی اصلاح۔ کفایت شعاری۔ گھر کی دیکھ بھال۔ اخلاقیات کا پرہیز وعفت۔ بچوں کی پرورش۔ بیوی کی تہی بہنی چاہئے۔ گھر بیوی حسن تدبیر سلیقہ شعار بیوی۔ سچی بیوی۔

مسلمانوں کی زندگی

یہ کتاب مسلمانوں کو عملی زندگی کے طریقے "جائے گی۔ کہ دنیا میں کس طرح زندہ رہتے ہیں کو سکھائی اور دنیوی ترقی حاصل کر سکتے ہیں بچوں کو سکھانے کی گزاری ہے۔ جوانوں کو کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیے بڑھوں کو کوئی نہ کرنا چاہیے۔ پہلے لوگ کس طرح زندگی گزارتے تھے ہماری کیا حالت ہے ہمارے بزرگوں کا کیا طریق تھا ہمارا کیا طرز عمل ہے گذشتہ اور موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے حالات کے توازن کے بعد مسلمانوں کو ایک صحیح لائحہ عمل بتایا گیا ہے یہ کتاب مسلمانوں کو بچا اور سچا مسلمان بنادے گی جو مسلمان دین و دنیا کی خوشحالی چاہتے ہیں وہ اس کا مطالعہ ضرور کریں مسلمان بچوں جوانوں اور بزرگوں کیلئے یہ کتاب مختصر ترقی ہے واعظین علماء اور دنیاوی بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک فری مختصر بہت مضامین ملاحظہ فرمائیے۔

توحید اور اسلام	مسلمانوں کی وحدتی	حضور کی تلاوت	نماز سے غفلت	دنیا پرستی
توحید کا اعلان	مرنے وقت اسلام کی تبلیغ	قرآن خوانی میں لذت	سرت ساجد کا بیان	غیبت اور جھنجھوری
محبت خدا	عہدہ کی شہادت	قرآن پڑھنے کی فضیلت	مسجد کی وضو سے غفلت	غیبت کی بیماری
توحید سے بخیری	ایران میں تبلیغ	کلام الہی کی غفلت	رمضان کی روزوں کا بیان	انکسار کا بیان
حضور کی محبت	حضور کی زیارت کا شوق	قرآن کریم سے غفلت	رمضان کی توقیر	ہماری خود پرستی
محبت کا امتحان	روقت رسول کی زیارت	نماز کا بیان	روزہ کی برکت	فقراء کی خدمت
محبت میں عین دہی	تبلیغ سے بے پروائی	حضرت ابو الحسن کی نماز	حج کا بیان	ہماری خدمت
مرنے کی خوشی	سنت رسول کی پیروی	پانچ وقت کی نماز کیون	ہمارے زمانہ کے عملی	ہماری خیرات
اطاعت کا جذبہ	شوق سنت	مغزوہ ہونی	زکوٰۃ کا بیان	کسب معاش
محبت رسول اور ہم	حضور کی پیروی کا جذبہ	نماز نہ پڑھنے والا بلا	ہماری زکوٰۃ دینے کی	بیکاری اور افلاس دور
اسلامی محبت	حضور کی اتباع سے غفلت	میں گھر جاتا ہے	نفس کشی	قناعت و استغناء
حضرت بلال کا اسلام	قرآن کریم کی غفلت	نماز باعث رحمت ہے	نفس پرستی	اشاد کا ادب
بلال کی آزمائش	حکمت الہی کی تلاوت	بے نمازی کی منزل	ترک دنیا	حق دوستی
کافروں کا ظلم و ستم	قرآن	نمازوں کی عزت		غریب پروری
				صدقہ کی پابندی

جنس لطیف

حُسن کی چوٹش محبت کرنیوالوں کو عاشقی کا ستریفیکٹ دلاتی ہے اسکی برقی بانیاں عاشقوں کیلئے خواہ مخفی ہی قابلِ قدر کیوں نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ ایک طرف عاشق کو اور دوسری طرف خود محشوق کو دائم الرضیٰ بنا دیتا ہے جس کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب قدرت ان کو ایک دوسرے کا شریک زندگی بنا دے۔ پھر یا تو لاولدی کی شکایت ہوتی ہے یا اولاد کی کمزوری اور کوتاہی عمر کی۔ یہی حال ان شہسروں اور بیویوں کا ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے حد سے زیادہ گرویدہ ہوں۔ لہذا اُن کیلئے "جنس لطیف" لکھیا کا اثر کھتی ہے اس کے علاوہ جن کی اولاد زندہ نہیں رہتی ان کے زخمی دلوں کیلئے بھی اس پر عمل کرنا رحم کا کام دیتا ہے مطالعہ شرط ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ مختصر مگر مضامین ملاحظہ فرمائیے:-

امراض محبت	بیجان جذبات کا علاج	حاملہ عورت کے فرائض	وضع حمل لمبی	دوسری غذا میں اور دودھ
جنون محبت	اولاد کی تمنائیں	حسین اولاد کی خواہش	واہ کیلئے ضروری ہدایات	رضاعت کے اصول
عاشق مزاج جو بال	بے اولادی کا سبب	حمل کے ابتدائی چار مہینے	وضع حمل کی دشواریاں	جانوروں کا دودھ
مال کا شہیدا	عورتوں کی باہمی سبب	مدت حمل کی طبعی تقسیم	زچہ بچہ کیلئے ہدایات	مصنوعی دودھ
عصرت کا بے تعلیم یافتہ خاوتن	نرم و خوش حیات کے اسباب	حاملہ کے واسطے ضروری ہدایات	حفظ صحت	انما کا استحباب
احتناق الرحم و شہاد	سرخ مزاج میں لاولدی کا سبب	حاملہ کے عوارض	اخراج شہیدہ	انما کے اوصاف
ناقص تعلیم اور غیر پرورش یافتہ	بیکہ جال میں لاولدی کی نشانیوں	دورانِ حمل کے معمولات	مولود کا غسل	دودھ پلانے والی کے اوصاف
ضبط جذبات	شاہ فرانس کے بار اولاد	حاملہ کے تصورات کا اثر اولاد	بچہ کے مختلف حالات	بچہ کے مکان پر سننے والی عورت
سہتر کا علاج	شادی کے بعد اس سال اولاد	حاملہ کی آرزویاں اور بچہ	رضاعت متعلق ہدایات	بچہ کی دیکھ بھال
جذبات کی بیداری	شکون جنس اور بیجان	حاملہ کی خوشبو کا احترام	بہتانوں کی حفاظت	دانت کس طرح نکلتے ہیں
مباشرت کا سرسام	انگیزا و شہاد	حاملہ کی عزت افزائی	ان کا دودھ بچہ کیلئے	بچوں کے خطرناک امراض
غلمہ بیجان رحم	اعضاء تناسل کے جوش	شہسور کی عزت افزائی	دودھ پلانے والی ماؤں کا اعزاز	وضع حمل کے بعد تندرستی کے اثرات
جیا سوز جذبات کا بیجان	کونو کر مینوالی جیریں	حاملہ کی ہمہی حرکات	بچہ کے متعلق ہدایات	جوانی کے عیش و نشاط کا نقص
	بو الہوسی سبب مرگ	ایامِ حمل میں تنہا زاری کی ضرورت	بچہ کی صحت	ایامِ نسل افزائی
	فریبہ قوی کی بیداری	استقامت حمل کے اسباب	بچہ کی غذا	اسبابِ مردم نسل افزائی

قیمت ہر سٹے کا پتہ ۱-۲ روپیہ بیکو کو چھ چیلان دی

عہد شباب

اگر آپ اپنی جوانی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے اپنی جوانی کو تسبیح کے ہاتھوں برباد کر دیا ہے
اگر آپ کی جوانی میں غلط کاریوں کے باعث بڑا بے کے آشنا نظر آتے ہیں تو آپ کو "عہد شباب"
ضرور پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اس میں جوانی کو قائم رکھنے اور کمزوری وغیرہ کو دور کرنے کے تیرہ بہت
فستے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ زنانہ اور مردانہ مخصوص بیماریوں کا علاج بھی بتایا گیا ہے بہر حال
عہد شباب آپ کو ایک اچھے شیر، ایک اچھے طبیب، ایک اچھے ہمدرد کا کام دے سکتی ہے جس کا ہر وقت
پاس رہنا ضروری ہے۔ اس پر قیمت معمولی یعنی ایک روپیہ جلد نکائیے مخفی فرست مضامین ملاحظہ فرمائیے

خاندان میں صحیح قرابت میں صحیح کیوں نہ کیا جائے	ناگتھ اور تھکا زبانی شہوت پرستی کی یاد کا جوش نفس نشرت موانع	زنا اور نامردی دائمی ضعف باہ وقت اور عارضی	انتہائی سرد مزاجی مزاغ کی انتہائی لگائی حادثہ مغز کے امراض
انتخاب زوجیت اولاد کو طاقتور اور تندرست رکھنا	غیر معمولی قوت باشرت جو ہر زندگی کی تولید صنف نازک کو سورا	ضعف باہ عارضی ضعف باہ کے ساحرہ عورتوں کی	بیمانی امراض علاقہ زیادہ خرابی زنانہ تناسلی امراض
بیماری امراض بیمانی جنسی دائمی بچہ	محبوبہ کی چاہتی ہے عارضی امرد کی رباب اعضائے تناسل کے امراض	کثرت باشرت کا شرناک نتیجہ قوت مردانگی کا غلط	علاج عورت اور فعل جنسی ساختات کی نشتر کیا گیا
بچہ کے خلاف حکما کا ازدواج اور زندگی بزرگان دین اور شادی	عورتوں پر میلان طبعی کافقدانی عورت میں ذی الحی	استعمال طبی مشورہ اور سفید علاج نظام اعصاب کا بیداری	بیماری کی نشتر کیا گیا بیماری کی نشتر کیا گیا بیماری کی نشتر کیا گیا
قانون نفرت کی مخالفت تھوڑے مولد کی شادی غیر شادی شہ عورتوں کے	کثرت باشرت دائمی خفت کوشی بیماری کی نشتر کیا گیا	اعصاب کا خواب گراں حیرت انگیز علاج تجدید وائگی کی علی تازی	بیماری کی نشتر کیا گیا بیماری کی نشتر کیا گیا بیماری کی نشتر کیا گیا
عورت میں حسن کا اثر	عورت میں حسن کا اثر	عورت میں حسن کا اثر	عورت میں حسن کا اثر

قانون مواصلت

عیش و نشاط کی زندگی کا سرپر کتاب کا نام خود اپنی خوبیاں ظاہر کر رہا ہے ایک بار کتاب شگاکر دیکھے اگر اس کی ہدایات پر عمل کیا گیا تو ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وقت سے پہلے آپ کی قوت میں کبھی کمزوری پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور شباب کی پوری کیفیت سے آپ لطف اٹھا سکیں گے یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ رکب رہی ہے۔ پتھوڑی جلدیں باقی ہیں قیمت عمر مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے

شادی کی ضرورت اور اہمیت	نما عاقبت اندیشی کے نتائج	مبضمین	پاکیزگی اور صفائی	جنسی لذت کا احساس
شادی سے پہلے	حفظانِ صحت	بو قان	میاں بیوی کے تعلقات	مرد میں زیادہ ہے
شادی کس عمر میں ہونی چاہئے۔	میاں بیوی کی رہائی	رحم	مباشرت کی لذتیں	یا عورت میں
کسی کی شادی	زمین کا لباس	اعضا و تناسل کے متعلق باہرین تشریح	اصول مباشرت	شادی شدہ عورتوں کے لئے قیمتی مشورے
بعد از وقت نکاح	درزشِ ہمانی امداد نام	کے خیالات	بیماءِ عمر	نوجوانوں کو خیر و شر
ناموزوں نکاح	خوراک اور اس کے متعلق ضروری ہدایات	پروردہ بیکارت	مواصلت کے متعلق	استقرارِ حمل کی بہترین صورت
اختلافِ طبائع کا اثر	سونا کا مناسب وقت	عقار بیکارت	مفید ہدایتیں	بہترین صورت
اولاد پر کثرت	مقدارِ خوراک	بیکارت شکنی	لذتوں میں نشاط و زوال	حمل کے متعلق ضروری معلومات
موروثی امراض کے شادی نہ کرنے کے نقصانات	داعی صحت ہے زن و مرد کے اعضا	اعضا و تناسل پر عمل جراحی	طفولیت۔ لڑکپن۔ بون۔	استقرارِ حمل
شادی کے فائدے	تناسل	ختمہ	شبابِ مردی	حمل کے آثار
دنیا کی بہترین لذت	مرد کے اعضا و تناسل	جزم یا چھیدنا	زوالِ عماد و پہلا دورِ پیری	استقرارِ حمل کو اور
عورت پر شادی کا اثر	تصیب یا ذکر	صحت و عضو راور	ہدایات مباشرت	سے کوئی تعلق نہیں
مجاوش خاص	ذکر کی تندی اور توجہ	حالتِ عورت سے	مباشرت	استقرارِ حمل اور ارتعاشِ اعضا
زندگی پر تجربہ و ادراک	مباشرت یا فضل جنسی	مباشرت	دوسرا دورِ پیری	مصنوعی حمل
تباہی کا اثر	زنانہ اعضا و تناسل	ایامِ باہوداری کی خوابی	مباشرت کی لذتوں میں	قیمتِ عمر
میں بیوی کے محبت آمیز تعلقات	شفرین صغیرین	حقیق حل کی تشریحات	زوال	
	مہبل		تناسلی اعضا میں	

دیباچہ

ناظرین ہمیں بڑی مسرت ہے کہ ہم حیات انسانی کے اس دو کما ذکر کرتے ہیں جو صلہ کے طور پر فطرت کی طوالت سے ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کیلئے جس قدر بھی شکر کے سجدے اس غائب عالم کے حضور میں کریں کم ہیں۔ اگر شباب کی سرستیاں اپنے ولولوں کی کثرت میں عواقب اور دوسری خواہشات پر غالب آجاتی ہیں تو ساتھ ہی اس کے شاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو نعمت اولاد کی شرفیابی کا اہل پاتے ہیں تو ہماری سرستوں کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

بیشک اولاد وہ ودیعت عظمیٰ ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی محبوب ترین شے بھی پیش نہیں کی جاسکتی عالی شان الیاذن کے رہنے والے کثرت سے اس تئیں بقیرا نظر آتے ہیں تو جس پوش جھوٹوں میں مصیبت کی زندگی گزارنے والے فقط دولت اولاد کو دیکھ کے اپنا غم غلط کرتے ہیں۔ انکس میں بھی کثرت اولاد ان کے لئے گرانی کا سبب نہیں بنتی۔ نہ وہ ملتندوں کو وہ حقیقی مسرت اپنی اپنی بے انتہا دولت اور فراوانی جاہ و جلال سے حاصل ہوتی ہے جو ایک غریب اور بے ایہ کی خوشی کا توازن اولاد سے ممیز کرتا ہے۔

یہ کتاب جس کے پیش کرنے کا ہمیں فخر حاصل ہوا ہے۔ ہر متاہل گھر کیلئے جزو لا ینفک اور اول سے آخر تک مفید ہے۔ اس سے بہتر طبی مشیر صرف زر کثیر کے باوجود بھی ملنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

اس قسم کے انول جو اہر فراہم کرنے میں جس قدر کامیابی منشی حامد حسین صاحب قریشی کو ہوئی ہے۔ اس وقت تک کوئی تاجر تقابل میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی مساعی جمیلہ ہر طرح مستحق آفرین اور قابل تدریس۔ حکماء مشرق و مغرب۔ اطباء قدیم و جدید کے زیرین مقولات کا عطر نہایت خوش اسلوبی سے کھینچ کے بلا لحاظ قوم و ملت عام فائدہ مقصود آخر میں منشی حامد حسین صاحب کو انکے انتخاب پر مبارکباد دیکھے اتنا اور عرض کرینگے کہ ناظرین انکی جو مساعی فرمائی کریں تاکہ اسکا آخری حصہ "عیش لطیف" یعنی وہ جلد سے جلد پیش کر سکیں۔ والسلام۔ حسرت کھنوی

شمرہ وصال

لڑکا یا لڑکی

تاریخ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ ہی سے تشریحی اطباء کی توجہ اس موضوع کی طرف مبذول رہی ہے۔ چنانچہ ہمیشہ سے یہ خیال و اعتقاد رہا ہے کہ حسبِ فتنہ لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اگر کبھی اس گہرے راز کے چہرہ سے پردہ اٹھ گیا اور اس آرزو کو انسان حاصل کر کا تو یقیناً یہ نوعِ انسانی کی ایسی خدمت ہوگی جس کی قیمت کا اندازہ ناممکن ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ناممکن امر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن اہل علم کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس کے ناممکن ہونے کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے سامنے بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن کو گذشتہ زمانہ میں خرافات کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ لیکن آج وہ ایک حقیقت ثابتہ کا مرتبہ گزرتی ہیں۔ اور کسی کو ان میں شک و شبہ نہیں رہا۔ گذشتہ اطباء میں سے کسی کے ذہن میں یہ سوچ بھی گذر سکتا تھا کہ عورت بھی مرغی کی طرح انڈے دیتی ہے اور یہی انڈے ماہواری حیض کی علت ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں کسی کو اس کے متعلق شک نہیں۔ پہلے کون جانتا تھا کہ جس کو بچی باطل کیا جاسکتا ہے۔ وہ بالغ اور دیگر تمام اعضا جسم کے درمیان کے سلسلہ مواسلت کو روکا جاسکتا ہے۔ اور نظامِ عصبی کو بے چین کر کے چھوڑا جاسکتا ہے۔ لیکن آج کلکورتھ فارم وغیرہ سے یہ تمام کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔

کسی شخص کے طبع میں اس طرح کا تصور ہو سکتا تھا کہ ٹیلیگراف اور لاسکلی کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پیام پہنچایا جاسکتا ہے۔ پھر جب یہ تمام صورتیں اوزیر ہوا پراڑنا وغیرہ پایہ تحقیق اور وقوع کو پہنچ گئیں تو لڑکا یا لڑکی کے پیدا کرنے کا سلسلہ بھی اپنے وقت پر چل ہونا کچھ ناممکن نہیں ہے۔

جو مسائل جہلا اور سطحی علوم رکھنے والوں کی سمجھ سے باہر ہوتے ہیں اور ان کے تنگ دماغوں میں نہیں آسکتے ان کو وہ کفر و انکار کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں لیکن صاحبان بصیرت اور فہم و دانش رکھنے والا طبقہ ان پر غور و خوض کرتا ہے اور ان کے حل کرنے سے قطع امید نہیں کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ دن رات ہمارے سامنے ناممکن کا دائرہ تنگ ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے مسائل کا حل ہو رہا ہے۔ کامیابی کے ساتھ حقائق کا انکشاف اور اسرار کی توضیح ہو رہی ہے ان کا کیا سبب ہے کیا علت ہے اور کیوں ایسا ہو رہا ہے یہ انہی انسانی افراد کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو اپنی ان تھک جادو جہد سے مایوس نہیں ہوتے ڈاکٹر روبی نے لڑکا اور لڑکی کے پیدا کرنے کے مسائل و اسباب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) عورت کی بیض میں مردانہ انڈے ہوتے ہیں؟
(۲) کیا ہر بیض میں بلا امتیاز کے مردانہ و زنانہ انڈے دونوں ہوتے ہیں یا

ایک بیض میں مردانہ اور دوسرے میں زنانہ؟

(۳) کیا دونوں بیضیوں کے انڈوں کی طبیعت ایک جیسی ہوتی ہے یا جنس کا امتیاز احد الزوجین کے قوی کی حرکت اور حیات بخشی کی قوت کی زیادتی اور تفوق پر موقوف ہے یعنی جس میں حیات بخشی کی طاقت زبردست ہوگی وہی جنس پیدا ہوگی؟

(۴) کیا دونوں بیضیوں میں یکساں سیال مادہ رہتا ہے۔ یا دائیں خبیض میں مردانہ حل انگیزی کا اور بائیں خبیض میں زنانہ حل انگیزی کا؟

جو اسباب (۱) ہر زمانہ میں کچھ اصحاب نے اس سلسلہ پر اتفاق کیا لیکن کوئی تشریحی دلیل قائم

فہم نہ کر سکے بلکہ تحقیق و تفتیش کے بعد ان کو ثابت ہوا کہ دونوں بیضوں کے اندر سے مادہ اور ترکیب میں یکساں ہوتے ہیں کوئی محقق یہ نہیں ثابت کر سکا کہ مردانہ اندے اور ہوتے ہیں۔ اور زنانہ اندے اور

جواب (۲) دوسرے مسئلہ کی بابت محققین کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ہر بیض میں مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے اندے ہوتے ہیں کیونکہ مختلف حیوانات پر تجربہ کرنے سے یہی ثابت ہوا ہے کہ جب کسی حیوان کا ایک بیض نکال دیا گیا تو پھر سالت کی طرح اس کے زودادہ دونوں قسم کے بچے ہوئے چند اطباء نے تو اور بھی تجربات و ثبوت ہم پہنچائے ہیں جب کسی عورت کا ایک بیض لاغریا بالکل بے جان ہو گیا یا کسی جراحی عمل کی وجہ سے اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا۔ اور اس کو نکال لیا گیا تو پھر بھی لڑکا اور لڑکی دونوں صنفیں پیدا ہوئیں۔ دوسرے گروہ کا خیال اس کے برخلاف ہے۔ ان کا قول ہے کہ یہ تمام تجربات غلط طریقے سے کئے گئے اور یہ تمام ثبوت ناقص اور غیر معتبر ہیں۔ بلکہ مردانہ اندے و انیس بیض میں رہتے ہیں۔ اور زنانہ اندے بانس میں۔ جن عورتوں کا ایک بیض نکال لیا جائے وہ صرف ایک ہی قسم کی نسل پیدا کر سکیں گی۔ یہ شاذ و نادر ہے کہ جو بیض کم کر لیا گیا ہے پھر اسی بیض کی صنف پیدا ہو اور اس کی بنا صرف اعضاء کے انقلاب پر ہے بقراط کے نزدیک یہی نظریہ صحیح ہے۔ دیمقراطیس اور سلیناس ذکر یارازی برکات کو لائسل سیلاط اور دیگر اطباء نے اس کی تائید کی ہے۔ انہوں نے تجربہ کر کے دیکھا کہ اگر کسی مادہ کا ایک بیض نکال لیا جائے اور پھر جفتی کرائی جائے تو وہی جنس پیدا ہوتی ہے جو باقی ماندہ بیض کے ساتھ مخصوص ہے ان کا خیال ہے کہ یہی نتیجہ انسان پر تجربہ کرنے کے بعد برآمد ہوگا۔ لیکن تجربہ غلط طریقہ پر کیا گیا۔ جدید تشریحی انکشافات نے ان تمام تجربات کو غلط قرار دیا ہے۔

افریقہ اور ہندوستان کے بعض اطباء میں لڑکی کو بانجھ بنانے کے لئے وہ دونوں

بسیں نکال ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے باہر ہی حیض منقطع ہو جاتا ہے۔ اور لڑکیاں بانجھ ہو جاتی ہیں لیکن ڈاکٹروں کی نا تجربہ کاری سے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ بیض کا کچھ حصہ نکلتے سے بچ جاتا ہے۔ اور لڑکی نسل افزائی کے قابل بہ طور رہتی ہے۔

جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ باقی ماندہ بیض ہی کی صفت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے بیض کی جن کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ مذکورہ ذیل مشاہدات بیان کرتے ہیں۔
ڈاکٹر ہنگ کا بیان ہے کہ ایک عورت کے نو لڑکیاں پیدا ہوئیں مرنے کے بعد جب اس کے بدن کو چیر کر دیکھا گیا تو دایں طرف کا بیض ٹھوس تھا۔ مردانہ آٹوں کی اس میں قابلیت نہ تھی۔

برکات نے ایک دوسری عورت کا واقعہ بیان کیا ہے جس کی سات لڑکیاں متواتر پیدا ہوئیں۔ اور تمام عمر کوئی لڑکا نہ ہوا جب اس کے بدن کی تشریح کی گئی تو دایاں بیض بالکل لاغظ تھا جس کا حجم چنے کے برابر تھا۔

ڈاکٹر میلو کا بیان ہے کہ ایک عورت کے سات لڑکے ہوئے اور دوسری عورت کے سات لڑکیاں۔ جب میں نے ان کی تشریح کر کے دیکھی تو پہلی کے دائیں بیض میں مخصوص مردانہ عمل انگیز آٹوں کے سات اچھا رتھے اور دوسری کے بائیں بیض میں زنانہ چار اچھا ر۔ اس عورت کا دایاں بیض لاغظ تھا۔ اگرچہ ان محققین کے تجربات و شواہد صحیح ہیں لیکن اس سے ان کے نظریہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ قدیم زمانہ سے ان تمام نظریات کا نصف صرف اس امر پر ہے کہ خفہ بیض حسی کا سبب خصیہ یا بیض ہے حالانکہ تاریخین کو غصہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہم بالکل فاسد ہے۔ تا تو ریشہ ان نے تو یہاں تک کہ دیا ہے کہ بیسیا لیا کی عورتیں چار ہزار برس سے اس قسم کی چیزیں کو جاتی ہیں۔ دیکھو اہلین نے نسل کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان تمام اسرار پر کافی روشنی ڈالی ہے۔

مشہور عربی طبیب رازی کی تالیف کے بھی لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے کے متعلق کچھ
 حصے ہم کو ملتے ہیں۔ دیگر علمائے بھی اس کی کافی تحقیق و توضیح کی ہے لیکن جدید فن تشریح
 نے تجربات و شواہد سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جن عورتوں کا ایک بیض خوادایاں یا
 بایاں نکال دیا جاتا ہے۔ وہ بدستور دونوں صنفیں بلا امتیاز پیدا کر سکتی ہے۔

جواب ۳۴۔ مسئلہ اس زمانہ میں بھی بحثا اور وحید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر
 قابل حل اندوں کی کوئی مخصوص جنس نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ جنسی تین مراحل کے وقت
 ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت کے اتنے شواہد موجود ہیں۔ جو احاطہ حساب سے خارج ہیں۔

جواب ۳۵۔ لڑکا دائیں خصیہ کی منی سے اور لڑکی بائیں خصیہ کی منی سے پیدا ہوتی
 ہے اور یہ نظریہ اس زمانہ تک مقبول رہا ہے لیکن دور حاضر کے ماہران فن تشریح
 نے چند قوی دلائل پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ امتیاز جنسی کا دار و مدار ان بیاباں
 کے غالب ہونے پر ہے۔ یعنی اگر مباشرت کے وقت عورت غالب آگئی تو لڑکی ہوتی ہے
 اور مرد غالب آگیا تو لڑکا ہوتا ہے ان اطباء کا یہ بھی بیان ہے کہ موٹے آدمیوں کو لڑکیاں
 زیادہ ہوتی ہیں۔ اور عصبی مزاج اور خشک بدن والوں کے لڑکے زیادہ ہوتے ہیں یہ حالت
 عورت کے ترکیب اعضا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہوتی ہے۔ لاغر اور مضبوط بدن والی عورتوں
 کے لڑکے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور آفتابی مدور شکل والی عورتیں اور وہ عورتیں جن کا جوف
 عامہ وسیع ہوتا ہے عموماً لڑکیاں پیدا کرتی ہیں۔ کیونکہ عورتوں میں سے اول طبقہ کی
 نسائیت قوی نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مردان پر غالب ہو جاتے ہیں اور
 اپنی جنسی اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس آخری طبقہ کی عورتوں کی نسائیت
 قوی ہوتی ہے اس لئے یہ مردوں پر غالب آتی ہیں۔ اور اپنی قسم کی اولاد پیدا کرتی
 ہیں۔ یہ نظریہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے لیکن سطحی ہے نہ اس میں
 سبب کا بیان اور نہ عمل کی تیسین۔ کیونکہ غالب ہو جانا۔ فوق یا ناسلط کر لینا قوی ہونا

یہ سب الفاظ تشریح کے محتاج ہیں۔ نہ اس کا کوئی سبب بتایا گیا ہے اور نہ وہ کیفیت بتائی جس کی وجہ سے اندوں اور مٹی سے جنین میں تعین جنسیت کی جائے لہذا اس کے لئے مذکورہ ذیل ہتھید کی ضرورت ہے۔

اس زمانہ کے بعض اطباء کے تجربات ہرگز نقص و تروید کے قابل نہیں ہیں چنانچہ مشہور محقق لیاگ نے بیان کیا ہے کہ جس گھاس میں نسل افزائی کا مادہ نہیں ہوتا اس میں پتوں کے سوانہ کوئی پھل آتا ہے نہ وانا ہمیشہ عقیم رہتی ہے۔ اسی طرح برفیہ کش جانوروں میں اگر نہ مادہ کے اندوں پر تخمریزی نہ کرے تو اندوں سے کبھی بچے پیدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ کچھ مدت کے بعد انڈے ٹوٹ کر برباد و بیکار ہو جائیں گے ڈومینل کی تحقیق ہے کہ خدا کے اختلاف کیفیت سے ہی شہد کی مکھی کے اعضاء تناسب میں نہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ حسب منشاء شہد کی مکھیوں کو مونث یا مخنث پیدا کیا جائے۔

ڈاکٹر اسانزانی اپنے تجربات کو جاری رکھتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ جنسیت کا دار مدار تلخیص کی کیفیت پر ہے خصوصیت کے ساتھ جب اس مادہ منویہ کی کیفیت اور مقدار کو ملحوظ رکھا گیا ہو جو مادہ خرگوش کے رحم میں محفوظ رہتا تھا۔ تو اس سے مختلف صورتوں میں مختلف نر و مادہ بچے پیدا ہوئے۔

ڈاکٹر اکرامان کا قول ہے کہ انڈے میں کوئی جنسیت نہیں ہوتی ہے۔ کنوئس کی رائے ہے کہ جنین کے ڈھانچے میں دونوں صنفوں کے اصول ہوتے ہیں۔ ایک صنف کا دوسرا سے امتیاز صرف ایک کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن اس محقق نے غلبہ کا کوئی سبب بیان نہیں کیا۔ جو فرمی سان ہیلر کہتا ہے کہ جنسیت کا دار مدار حمل منوی کی دونوں شاخوں کی خواہش پر ہے۔ ڈاکٹر ڈوبنی نے اسانزانی لیاگ اور دیگر محققوں کے تجارب سے ایک نظریہ قائم کیا جس کا بیان آگے آئے گا۔

لڑکیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں

یہ نظریہ شرکی تحقیقات کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ مدت دراز تک بار بار کے علی تجار سے یہ ضابطہ قائم کیا گیا ہے کہ جب انسان طبیعت کے تعجب انگیز و فقیہ معذرات اور نادر ترین عجیب افعال کو دیکھتا ہے تو اس کی عقل حیران رہ جاتی ہے کوئی عمل طبیعت کا ایسا نہیں معلوم ہوتا جس کو اتفاق پر منسوب کیا جاسکے کیونکہ جن امور کو ہم اتفاقی کہتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ہم کو ان کے اسباب کا علم نہیں ہوتا ہے اگر انسان شش تجربہ اور صبر و محنت کے ساتھ طبیعت کے ان اتفاقی امور و افعال کا مطالعہ کرے تو ان افعال کے اندر ایسے مبیہ اسباب کا کار گزار ملاحظہ نظر آسکا کہ ان کو دیکھ کر یہ حیران و مبہوت ہو جائیگا۔ اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر سبب کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے پھر جب تصویر جنینی کی جنیت بھی ایک سبب ہے تو اس کا بھی کوئی سبب ضرور ہے اہل تشریح اسی سبب کی تلاش میں اوپر اوپر کو راہ بھٹکتے پھرتے ہیں لیکن آج تک اس کی حقیقت کسی کو نہ معلوم ہو سکی اور نہ راہ راست پر کوئی بیونج سکا صاحب مرضی لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے کے متعلق ڈاکٹر ڈربی کا نظریہ مذکورہ ذیل مباحثی پر موقوف ہے۔

(۱) عورت کے مدبغ میں بالکل ایک جیسے ڈبے ہوتے ہیں۔

(۲) مرد کے دونوں حصیوں سے بالکل ایک ہی صفات کا سیال مادہ خارج ہوتا ہے۔

(۳) مدبغ میں جو ڈبے ہوتے ہیں ان میں کوئی جنیت نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک جیس

مکرب مادہ سے بنتے ہیں ہاں حیات بخش جرثومہ کے قبول کرنے اور نسل جدید کو پیدا کرنے کی اُن میں قابلیت ہوتی ہے۔

(۴) نئی کے جرثومہ میں بھی حقیقت نہیں ہوتی ہے۔

(۵) جب اللہ انہی کے جرثومہ سے ملتا ہے تو فوراً حمل ہوتا ہے بغیر اتصال کے یہ اُنڈا بچھوٹا

حیض کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔

(۶) مدت حمل میں جنس خاص کی تخلیق ہوتی ہے اور اس کا پیدا ہونا بلوغت اور منی کے صفات پر موقوف ہے ان صفات کو مقدار ازوت بھی کہہ سکتے ہیں یہ مقدار مختلف ہوتی ہیں اور سب اس مادہ میں آفات گزرتی ہیں جس سے بلوغت اور منی کی پیداوار ہوتی ہے اگر اس ازوت کی مقدار بلوغت میں زیادہ ہے تو زیادہ پیدا ہوتا ہے اور اگر بلوغت میں اس کی مقدار کم ہے تو کم ہوتی ہے۔

(۷) دوسری جنسی اور صغریٰ مزاج والوں میں پیدائشی نسل کا مادہ غالب ہوتا ہے اور بطنی مزاج والوں میں نیز ٹھیلے ملائم اور تخلیق اعضا رکھنے والوں میں یہ بات نہیں ہوتی اسی سے تقدیر کا قول ہے کہ مرد کی مردیت خشک مزاج کے ساتھ مخصوص ہے اور عورت کی نسابت تر مزاج کے ساتھ اور اس قول میں وہ جن بجانب تھیں۔

اس بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جنین کی مخصوص جنسیت کا دار مدار دونوں مذکورہ عضروں میں سے ایک کے غالب پر ہے اس نظریہ کو محض وہم و خیال پر مبنی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ اگر کوئی نظیر اس کے خلاف مشاہدہ میں آئے تو اس کی ذمہ داری انقلاب آمیز حیوانوں پر عائد ہوتی ہے۔ کثرت جماع کی وجہ سے جن لوگوں کے قوی کمزور ہو گئے ہیں یا کمزور اور اور پیاریوں کی وجہ سے وہ لاغر ہو گئے ہیں یا اعضاء مضخم میں ضعف ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سفوفہ کام کی انجام دہی سے قاصر ہو گئے ہیں تو ایسے لوگوں کی لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں نیز جن اشخاص کی نوخیزی کی حالت میں شادی ہو جاتی ہے اور ان کی سنی اور ائمہوں میں پیدائشی نسل کا مادہ ہنوز تیار نہیں ہوتا ان کی بھی تقریباً لڑکیاں ہوتی ہیں اسی طرح عمر رسیدہ اصحاب کی بھی عموماً لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف جو لوگ اس سے برعکس ہیں ان کے تقریباً لڑکے ہوتے ہیں۔ یہی تیج حیوانات میں بھی برآہن ہوتا ہے کیونکہ جب ان کے اعضاء کو ناکافی یا ردی غذا اٹھانے کی وجہ سے کمزور کر دیا جائے تو مادہ کی پیداوار کمزور ہوتی ہے اگر عمر رسیدہ حیوان کی نوخیز مادہ سے جنسی گرائی جائے تب بھی

بچہ مادہ ہی ہوتا ہے اس کی غالب وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ منہوی تلیق کے لئے جتنی قوت
تولید کی ضرورت ہوتی ہے اتنی اٹنوں اور مردانہ سیال مادہ میں موجود نہیں ہوتی
ہے۔ اگر ان شواہد کی حقیقت دریافت کرنا مقصود ہے تو نئی اور اٹنوں کا کیمیائی تجزیہ
کرنا چاہئے اس سے مقدار مادہ تولید کے اس عظیم نشان امتیاز و تفاوت کا علم ہو جائیگا
جو اٹنوں اور نئی میں ہوتا ہے چنانچہ اس تجزیہ سے یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ مردانہ اٹنوں اور
نئی میں مادہ تولید کی مقدار زیادہ ہوگی اور نسائی حل کے اٹنوں اور نئی میں تولید کی
مقدار کم۔ ماہرین علم کیمیا خوب جانتے ہیں کہ جن چیزوں میں مادہ تولید کی مختلف مقدار
ہوتی ہے ان سے مختلف خصوصیات رکھنے والے اجسام بنتے ہیں۔

یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس بنا پر تو جو اشخاص ایسی غذا کھاتے
ہیں جس میں مادہ تولید کی مقدار کثیر ہوتی ہے ان کی اولاد محض زہینہ ہونا چاہئے اس
کے عکس جو اصحاب ایسی غذا کھاتے ہیں جس میں مادہ تولید کی مقدار کم شامل ہوتی ہے
ان کی نسل صرف لڑکیوں تک محدود رہنا چاہئے۔ یہ اعتراض ظاہری اور سطحی ہے۔

جب ہم صحیح الت ترکیب قوی الاعضاء زہینہ کو دیکھتے ہیں تو ہمارا خیال ہوتا ہے کہ
لڑکا پیدا ہوگا لیکن پندرہ روز کے بعد لڑکی ہوتی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ
مرد کی نئی اور عورت کے اٹنوں میں اس دوران میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے خواہ اس کا سبب
لزت و کیفیت کی زیادتی ہو یا کوئی سموی خلل ہو جس کی وجہ سے بدنی فرائض و وظائف
میں خرابی پیدا ہوگئی ہو اس کے عکس کمزور اور ضعیف الاعضاء زہینہ منقوی غذا کی
وجہ سے طاقتور ہو کر زہینہ اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات نادر نہیں ہیں بلکہ
کثیر الوقوع ہیں۔ فقہاء فہم کرید مریدانہ

سن اندر رفتار حیات کو بھی اس معاملے میں کافی دخل ہے اور اس کی وجہ
سے جنسیت نسل برائے پڑتا رہنا ہے چنانچہ اگر اٹھارہ سے چوبیس سال تک کامرویدو

اور چند روز سے نہیں تک کی عورت تو ان سے لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں زوجهین کے اس سن میں جو بچے پیدا ہوئے ان کے شمار اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ستور لڑکیوں کے مقابل میں ۷۲ لڑکے تھے۔ اگر عورت کا سن ۱۱ سے ۳۱ تک ہو اور مرد کا سن ۲۵ سے ۴۰ تک تو لڑکوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اس عمر کے بعد پھر سابق عمر کی طرح لڑکیاں زیادہ ہونے لگتی ہیں بعض شہروں کی تحقیقاتی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عورت کی عمر مرد سے زیادہ ہو تو ان سے لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور اس کے خلاف سے برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے ایک فلاسفر نے اپنی علمی تالیف میں بیان کیا ہے کہ تخلیق جنس کا تعلق کم و بیش زوجهین کی نشاط شخصی سے ضرور ہوتا ہے۔ اگر نصف لطیف کا پیداکرنا زیادہ مد نظر ہو تو نو خیز زنانوں کی سیانہ عمر کی عورتوں سے شادی کرنا چاہیئے۔ اور عورتوں کو مردوں سے زیادہ غذا دینا چاہیئے۔ اور اگر اس کے برعکس مدعا ہو تو اس کے برعکس صورت اختیار کرنا چاہیئے۔ فریبی اور بر ملا نوی اسی طریقہ سے حیوانات کی جو جنس چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں اگر اس قانون پر عمل درآمد کیا جائے تو یہ ہی نتیجہ انسانوں میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سابق یونانی علمائے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ممکن ہے کہ انہوں نے بھی سابق یونانی محققوں کے اقوال سے یہ کلیہ خذ کیا ہو۔

علامہ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مادہ منویہ کی حرارت کی زیادتی یا کمی تذکیر و ثانیث کا سبب ہے۔ یعنی اگر مادہ منویہ میں حرارت زائد ہوگی تو مذکر پیدا ہوگا ورنہ مؤنث اسی طرح اعضا متناسل کا تلو و بروز زنیہ حمل کی وجہ سے ہوتا ہے اور خفا و نسائی حمل کی وجہ سے بعض اشخاص کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر رحم کی دہن جانب مادہ منویہ کا اقرار ہو تو لڑکا ہوگا اور اگر بائیں طرف استقرار ہو تو لڑکی ہوگی۔ لڑکیوں کی پیدائش کے لئے گرم موسم پر حرارت مقام کو جنوبی ہو اور سن کہولت میں معادن ہوتا ہے اور اس کی ضد لڑکوں کی پیدائش کا

سبب ہے۔ شیخ بوعلی سینا نے قانون میں بیان کیا ہے کہ نرینہ اولاد کے اسباب میں سے مرد کی منی اس کی حرارت یا غلظت (گھاڑا ہونا) عورت کی طہارت کے وقت جماع کا ہونا بھی ہے اور لطیف صنف کے اسباب میں سے میانہ سنی اور شیخوخت وغیرہ ہے عصر حاضر کے محققین کی رائے ہے کہ جو اصحاب اپنی کج رفتاری اور کثرت مباشرت کی وجہ سے اعضاء کی صحت بگاڑ لیتے ہیں یا ان کی عمر کا حصہ کافی گزر چکتا ہے ایسے لوگوں کی لڑکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

اور اگر والدین کی حالت اس کے برعکس ہو تو نسل بھی اس کے خلاف ہوتی ہے جب جنسی تخلیق کے نظریہ پر عمل درآمد کر لیا جائے تو خواہ مخواہ پسند خاطر نتیجہ کے لازمی اسباب حاصل ہو جاتے ہیں۔ ویمبریل اور لیبا نیچ کے تجربات و قواعد تذکیر و تانیث میں غذا کے صفات کو پورا پورا دخل ہی نیز سبالتزالی کی تحقیقات (بچہ کا جنسی امتیاز منی کی مقدار و صفات کی وجہ سے ہوتا ہے) کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو ڈاکٹر ڈولی کے وہ مقدمات جن کی بنا غذا کی ترتیب اور رفتار زندگی کی ہمراہی پر ہے، بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

غذا کا اثر

ہمارا خیال ہے کہ جس شخص کو کچھ بھی معلومات ہیں وہ غذا کی ان صفات و اثرات سے انکار نہیں کر سکتا، جو خون کے تغذیہ بخش جز پر وارد ہوتی رہتی ہیں اگر بعض غذا میں ہڈی کی پیدائش کے لئے مناسب ہیں تو دیگر غذا عضلات چربی اور باقی جسمانی ساختوں کے لئے موزوں ہیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ کیمیائی ترکیب کے لحاظ سے عضلاتی فیضی اور عظمی ساختیں جدا جدا ہوتی ہیں، جبکہ ایک نوع کی غذا خون کے کربات (دائے) یا عضلات کی ساخت یا چربی کی نسج کو کامل نمو بخش سکتی ہے تو بہر کیا کسی کو اس بات سے انکار ہو سکتا ہے کہ بعض اقسام کی غذا انڈوں اور سنوئی جراثیم کے صفات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

استخوانوں اور شہدوں کے سلسلہ (اگرچہ یہ ناقص ہے) کہ بعد ہمارا قالب خالی

کے ۱۴ جنسوں پر مشتمل ہے

ہو گیا ہے کہ اگر غذا از دتی ہو تو تلخ ذری زائد ہوگی اور اگر غذا کاربونی ہے تو تلخ
نشائی زائد ہوگی ان تمام تجارب سے یہ

نتیجہ نکلتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی خلقت از دت کی قلت یا کثرت پر موقوف ہے، اور یہ از دت
اس مادہ میں موجود ہوتا ہے جن سے انڈے اور منوی ہر آئیم بنتے ہیں اس نظر سے
یقیناً یہ نہیں ثابت ہوتا کہ از دتی غذا سے مزینہ اولاد پیدا ہونا ضروری ہے۔ اور لازمی
ہے اور کاربونی غذا ضرر و جھٹ لطف کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ انسانی اعضا
کی سیاوی آلات نہیں ہیں جن کے اعمال میں کسی طرح کا تغیر ہی ہر وقت کے بلکہ جب تک از دتی سواد
کا غذا انش حصہ فیض تک پہنچتا ہے، اس سے پہلے اس میں مختلف نامعلوم تغیرات
اور تحلیلیں ہوتی ہیں اب اگر دس آدمی ایک غذا کو کھاتے ہیں تو ہر ایک میں پہنچ کر اس
میں مختلف کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور ان کیفیات کا اختلاف عمر مزاج قوت ہاضمہ کیلوس
اور دیگر رطوبات تیار کرنے والے اعضا کے عمل کی وجہ سے ہوتا ہے چنانچہ جب آخر میں
لکھی اور بولہ حصہ کے پختہ مادہ کو ان دس اشخاص میں دیکھا جاتا ہے تو ایک نتیجہ پر پہنچنا ممکن
ہے مگر اس اختلاف کے نتیجہ سے مذکورہ نظر یہ کا نقص نہیں لازم آتا۔ بلکہ اور تائید
ہوتی ہے بہر صورت اگر زوجین مصرعہ شرط کو مد نظر رکھیں گے تو غالباً دشواری نتیجہ پر
پہنچ جائیں گے،

غذا تین قسم کی ہوتی ہے (۱) از دتی غذا یہ ہائیدرو
غذا کے درجے اور میں اور آکسیجن سے مرکب ہوتی ہے اس کے اندر کچھ حصہ

کاربون کا اور زیادہ حصہ از دت کا ہوتا ہے سرخ و سیاہ گوشت میں تمام حیوانی مادہ
سے از دت زیادہ ہوتا خون کر بان۔ ہلاقم۔ چٹا، لوتیا اور سورہیے غلوں سے بنتا
ہے۔ بریاں گوشت سے منوی اچان الگیز غذاؤں میں یہ زیادہ شامل ہوتی ہے۔

(۲) کاربونی ترغذا۔ یہ غذا پانی اور کاربون سے بنتی ہے روغنی سولود کے ساتھ متحد

ہو کر حفظ زندگی کے لئے اس سے بدن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اگرچہ روزانہ جسم اس کی
کثیر مقدار جذب کرتا ہے، لیکن کیسیاوی تجزیہ کے بعد اس کا اجزاء میں مسمولی سا اثر
سلوم ہوتا ہی تمام گوشتا جیرا کا آٹا۔ سبزیاں، ترکاریاں اور تمام ساگ پات اور لہجوات
تقریباً اسی مرتبہ میں داخل ہیں

(۳) چکنی غذا۔ یہ غذا اس مادہ سے بنتی ہے جس کے اندر کربوں کا زائد حصہ اور
ہائڈروجن اور کثیر قلیل مقدار میں نائل ہیں ازوت اس میں بالکل نہیں ہوتا ہے اس
مرتبہ میں چربیوں کی تیل ایکٹن وغیرہ شامل ہیں یہ غذائی کہلاتی ہے اور تمام
اجزاء میں پیل کر جسم میں حرارت اور حیات پیدا کرتی ہے۔

حسب اولاد کیونکر پیدا ہو سکتی ہے

اگر اتفاق سے نسل میں لڑکیاں ہوں اور زوجین لڑکے
لڑکا پیدا کرنا کے خواہشمند ہوں تو مذکورہ ذیل غذا کا التزام کر لینا

چاہیئے۔
زوجہ کی غذا بیس پچیس روز تک عورت کو متقی غذا اور ادنیٰ غذائیں
کہانی چاہئیں جس قدر گوشت میں مستعدی مادہ کی زیادتی

ہوگی اسی قدر بدن میں قوت افزوں ہوگی عورت کو روزانہ کوئی جسمانی ریاضت
بھی کرنی چاہیئے کہ غذائی وظائف میں سستی پیدا ہو مثلاً نہریا دریا میں تیرنا نہانا
ظلمات میں ریاضت کرنا، فرحت کیش سیر کرنا، لذت انگیز لہو و لعب اختیار کرنا۔
بدن کی کافی جستی اور نشاط بدل یا استحلال کے لئے مناسب خواب راحت۔ نیند
ان مذکورہ اصول کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے،

مرد کی غذا زوج کی غذا گذشتہ غذاؤں کے برعکس مختلف قسم کے شوربے حلوں اور چوزوں کے گوشت لعاب دار غذائیں ہونی چاہئیں۔

مرد کیلئے غذا کا مشورہ مختلف قسم کے مرطب آبی شربت سیب و گلاب آب انگور آب جوا اور دیگر شیریں مرقبات

استعمال کرنا چاہئے، گرم پانی سے حمام کرنا چاہئے، اور بقدر امکان راحت و آرام حاصل کرنا مناسب ہے جب اس طرح بیس کلپیں روز گذر جائیں تو جس روز حیض کا ظہور ہوا وہی روز دن میں یا رات میں فرض زوجت ادا کرنا چاہئے، کیونکہ ظہور حیض کے دن حمل قرار پانے کا غالب امکان ہے موصلت کے وقت عورت کو اپنے دماغی و جسمانی قوی کو نیز تمام تناسل خیالات و جذبات کو زنیہ اولاد کی طرف مائل کرنا چاہئے، اسی طرح مرد کو اپنے خیالات و افکار لڑکے خواہش تنہل کی جانب منحطف کر دینا ضروری ہے اس سبب کا قول ہے کہ مرد کو بخود دل رہنا چاہئے۔ فکر کو پاس نہ آنے دینا چاہئے، زنیہ اولاد کا خیال باغ میں رکھے۔ طاقتور اور قوی لڑکوں کا تصور ذہن میں جمائی رہے گو باجماع اور فراغت کے وقت لڑکے کی صورت خیالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو موجود سمجھے۔ اس تمام تقریر سے نتیجہ نکلتا ہے کہ زنیہ اولاد پیدا کرنا بھی ایک مخصوص فن ہے چنانچہ فینٹ کا قول ہے کہ اگر مرد اور عورت کی شادی اعضا و کے کامل ہمنوع کے بعد ہو اور مذکورہ غذائی ترتیب کو وہ مد نظر رکھیں قربت جنسی کا کام ارتکاب کریں اور زنی کے پختہ ہونے کے لئے مناسب وقت و مدت متعین نہ کریں تو یقیناً زنیہ اولاد کی شکل میں اون کی نسل قائم رہے گی،

لڑکی ہو نیکی تنہا اگر لڑکے زیادہ ہوں اور لڑکی کی خواہش ہو تو مصرعہ سخت تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

عورت کی غذا عورت کو ہلکی غذائیں سبزیوں ترکاریاں۔ ہلکے شوربے آش جو، گہیوں کے میدہ کی روٹی تازہ اندر

کم مصاحمہ دار سفید قسم کے گوشت۔ شکر نہ دودھ چاول۔ آئس کریم۔ شیریں پنیر۔ کدو
وغیرہ ترکار پان۔ ساگ بات مٹے اور نشہ آور پھل پشاپ آور آبی محمولات۔ لمبو نیڈ
خالص ہانی یا شربت استعمال کرنا چاہیے۔ نیم سرد پانی سے دہریک حمام کرنا چاہیے۔
تھک جانے کا کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔ ہمیشہ آرام و سائن حاصل کرنا چاہیے، لطف
آئینہ سبب طرب بہم پہنچانا چاہیے، مزاج کی حدت و تیزی اور عصبی ہيجان کو تسکین دینے
کی کوشش کرتے ہوئے غارغ البال رہنا چاہیے۔

مرد کی غذا مرد کی غذا عورت کی غذا سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہونا چاہیے
ہيجان انگیز ماکولات اور الکوحلی شربتوں سے پرہیز رکھنا
چاہیے، رطوبت افزا غذاؤں کی مدد و مت کرنا چاہیے، وقتاً فوقتاً خشک حمام کرنا چاہیے
اسہال اور شربت پینا چاہیے، اور باقاعدہ رفتار حیات کا کار بند ہو کر فارغ البال
اور پرسکون زندگی بسر کرنا چاہیے، جب بیچ بچیں روز اس طرح گزر جائیں تو طہور حوض
دن یارات میں فریضہ تناسلی ادا کرنا چاہیے، دوران مباشرت میں زوجین کے لئے لازمی
ہے کہ جنس مطلوب کے خیال کو پیش نظر رکھیں۔ یہ قواعد حفظان صحت اور فریا لوجی وہ ہوں
ہیں اذکار و اناث کے فن میں بیان کئے گئے ہیں اور اکثر اوقات گران پر کار بند رہ کر عمل
پیرائی کی گئی ہے تو کامیاب ثابت ہوئے ہیں بعض مرتبہ اگر مطلوب برآمد نہیں ہوا تو عموماً اس
کی وجہ یہ ہوتی کہ زوجین مذکورہ قوانین پر کار بند نہیں ہے۔ ہم یہاں پر ان تمام
نظریات کو نظر انداز کرتے ہیں جو اذکار و اناث کے متعلق مختلف اشخاص نے قائم کئے
ہیں روزانہ سننے میں آیا ہو کہ کوئی نہ کوئی اس کے متعلق جدید نظریہ ایجاد ہوا لیکن دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو سابق نظریہ سے ملتا جلتا ہے یا اس کا تجربہ ناقص ہے۔
رہی ڈوسون نے آخر میں ایک نظریہ قائم کیا جس کے
ایک ڈاکٹر کا نظریہ لے تعلیل انجنس نامی کتاب بھی لکھی ہے اور

اسی طرح ایک نظریہ عربی میں ڈاکٹر محمد عبدالحمید نے لکھا اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کا لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے اس کا سارا دار و مدار نطفہ تیز و لطفہ کی جنسیت پر ہے عورت کے دائیں بیض میں زینہ بولیضات ہوتے ہیں اور بائیں بیض میں نسائی بولیضات یہ نظریہ بھی ان ہی نظریات کا ایک فرد ہے جو تمام متقدمین اور بعض متاخرین کے مسئلہ اور قائم کردہ ہیں، صرف اتنی توضیح اس میں زائد ہے کہ بولیضات کی پیدائش میں ہر ایک بیض ہر ماہ میں دو سر کے کا جائزین ہو جاتا ہے یعنی اگر ایک مہینہ میں دائیں بیض سے بولیضات کی تکوین ہوتی ہے تو دوسرا ماہ میں بائیں بیض سے دائیں بیض کے حمل الگ بولیضات لڑکا پیدا ہوتا ہے اور بائیں بیض کی بولیضات لڑکی۔ اسی وجہ سے رٹلی ڈون نے کہا کہ جو شخص جب منشا جنس پیدا کرنا چاہتا ہے اس کو سابق اولاد کے بولیضات کی پہچان کے مہینہ کا علم ہونا چاہیے، اور پیراہ بجاہ مہینوں کا شمار رکھنا چاہیے اور جن مہینوں میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے اگر اس کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کافی ہوشیاری اور بیدار مغزی کے ساتھ ان اصولوں پر کار بند رہا جائیگا تو ممکن ہے کہ مطلوب صنف حاصل ہو جائے، رٹلی ڈوسون نے ان تمام اعتراضات کی تردید کی ہے جو اس کے نظریہ پر وارد کئے جاسکتے ہیں اور جس طرح دیگر اذکار و اثاث کے قوانین بنائے گئے دلائل قائم کرتے ہیں اسی طرح اس نے بھی دلائل بیان کی ہیں جن کی بناءً محض فرض و تقدیر پر نہیں چونکہ رٹلی ڈوسون اور ڈونی کی نظریات میں باہم کوئی متناقض نہیں ہے اس لئے اگر نسل سرعہ کے پیدا کرنے کے لئے دونوں نظریوں پر عمل کیا جائے تو ماموزدن نہیں ہے ہاں اگر کچھ زمانے کے بعد کوئی ایسا نظریہ ایجاد اور محقق ہو جائے جو تمام سابق نظریات کا ناقص ہو تو مذکورہ دونوں نظریوں کو نظر انداز نہ کر دیا جائے لیکن اس سے دنیا میں ایسا انقلاب پیدا ہو جائے گا جو انسانوں کے دہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا ہے۔

حسین و بیل اولاد پیدا کرنا
بہادری اور شجاعت کے زمانے میں لوگ
قوت و جمال کے بڑے دلدادہ تھے جن د

طاقت کے حصول کا کوئی ذریعہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے اور ان دونوں چیزوں کو نوع
بشری کے صفات کا مقدمہ خیال کرتے تھے، قدیم اہل تاریخ کا بیان ہے کہ کالبد بیا کے
فن سے صرف المباحی واقف نہ تھے بلکہ عورتیں بھی اس میں کافی مہارت و واقفیت رکھتی
تھیں مشہور روشن خیال قدیم یونانیوں نے کوشش و ہمتاقت کے ساتھ تحقیق کرتے
ہوئے اس راز کے چہرے سے نقاب کشائی کی ہے جو یکل انسانی کی تخلیق میں طبیعت
انسان کا مخفی لٹاؤں علی رہا چا اور اس امر کی توضیح کی ہے کہ الکلیبا و اولاد لائیں جیسے جن
النسان کیہ نکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس طرح نقاشی اور تصویر کشی کے فنون لطیفہ پر دہائی میں
چھپ گئے اسی طرح کالبد بیا کا فن بھی معدوم ہو گیا۔ یہ واقعہ اس دور کا ہے جبکہ تمام اقسام اور
سورتیاں لرزہ بر اندام ہو گئیں اور ان کی بیخ کنی کرتے ہوئے جدید نظام عالم نے ان کی جگہ
لی کی کہ جدید مذہبیت کے قدم نہ جھنے پائے، خرافات و جہالت کا دور شروع ہو گیا۔

مذہبی تعصب اور بربریت نے اقوام پر حکمرانی شروع کر دی خوں ریزیاں ہوئیں۔ تالیفات
کو برباد کر دیا گیا لائبریریاں جلا دی گئیں اسکندریہ کا کتب خانہ جو اس زمانہ میں علمی دنیا میں
اعلیٰ درجہ رکھتا تھا وہ بھی جلا دیا گیا۔ مگر کچھ زمانہ کے بعد انسان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔
مادانی جہالت اور کورانہ تعصب کی وجہ سے جس چیز کو کہو بیٹھا تھا پھر اس کی جستجو میں سرگرم ہو گیا
انسانی فہم و دانش میں اس دور ظلمت میں کسی قدر روشنی اور چمک باقی تھی جس کی پروانہ اندازی
سے ظلمانی دور کی تاریکیوں میں اجالا مزدا ہونے لگا انسان گمراہ تھا۔ لیکن گمراہی کی
لے کر وہ مسافت کو تھام نہ تھی، اور سست رفتاری سے راہ راست کو چھوڑ کر ادھر ادھر پہنچ
رہا تھا۔ اس نے جہالت کا اندھ ہمارفتہ رفتہ پہنچ کر پہرہ راہ ہدایت نظر آنے لگی جزائرنہ میں
ایک نام آور اعلیٰ شخصیت پیدا ہوئی رہی جس نے اپنی عقل و دانش اور ادراکات سے

اس غفلت آورد چہ وہ کو پہاڑ کہ پہر ضیاء اور نور کی کرنیں جلوہ گر کردیں سہو میں اور
 ستر ہویں صدی کی ممتاز شخصیت کہنے والے اور محققین فن علماء میں سے ہم ان تمام
 فلاسفوں طبیعوں اور اہل طبیعیات کو شمار کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت
 علم کے لئے وقف کر دی ہیں اور کالبدیہ کی جانب اپنی کامل توجہ کو منعطف کر دیا تھا۔
 بادشاہ ہنری دوم کے طبیب ص فریل نے ان تمام وسائل کو بیان کیا ہے جو حصول
 نتیجہ کے لئے ضروری ہیں۔ جان ہورٹ نے عقلند لڑکوں کی پیدائش کے متعلق ایک
 کتاب لکھی۔ کلاؤیکین نے خوبصورت نسل کو پیدا کرنے کی بابت ایک تالیف کی لیکن ان
 تمام کتابوں میں علم نجوم کے کافی مباحث مندرج ہیں اور جس طرح کسی فن کے استاد نے
 دور میں صرف مقیاسی خاکے ہوتے ہیں وہی ان کتابوں میں کالبدیہ کی ہے ستر ہویں
 صدی کے آخر میں بروکاب کو ڈسے فن اذکار میں ایک تالیف کی اٹھارہویں صدی میں اندری
 میلو نے بروکاب کی تالیف کی طرح ایک کتاب لکھی جس کا عنوان حرب متناؤ تولید جنس تھا۔
 اس کتاب کے خیال ہونے کے بعد لوگ اس پر ٹوٹ پڑے لیکن مطالعہ کرنے کے بعد فوراً
 معلوم ہو گیا کہ فحش اور نمایاں غلطیوں سے یہ کتاب بھری پڑی ہے رابرٹ نے گذشتہ علماء
 کی کتابوں سے احتراز کر کے اکابر رجال کی نسل کے متعلق ایک تالیف کی، اس کتاب میں جن
 طریقوں کی توضیح کی ہے اگر زوجین ان پر کار بند رہ کر فعل جنسی سے پہلے ان پر عمل پیرا
 ہوں اور زوجہ بھی مدت حمل میں ان کے موافق عملد راند کرے تو یقیناً وہ کامیاب نابت
 ہوں گے، مگر عمل نتیجہ کے چہرہ پر جو سیاہ پردہ بڑا ہوا تھا۔ اس کو طبیب بھی بالکل نہ پہنچا
 سکا۔ گذشتہ قرن کے ابتدائی دور میں ایک عالم فیرغ نے اپنے خداداد ذہن رساتے اس
 مسئلہ کے متعلق بحث کی ہو لیکن کافی حل یہ بھی نہ کر سکا۔ عصر حاضر کے بڑے بڑے فزیالوجیکل
 محققین نے اعضا کی ساخت و ترکیب اور وظائف بدنی پر روشنی ڈالی ہے لیکن کالبدیہ
 کی طرف انہوں نے قابل ذکر توجہ نہیں کی حالانکہ علماء محققین نے دلچسپی اور مرعوب خاطر

نسل کی سرورٹی تولید کے متعلق جو جو دقیق تحقیق کی ہیں ان سے اس دعا کا مرکزی نقطہ
بہت قریب ہو گیا تھا، آخر میں طبقات کے موجودہ ماہرین نے بولیفہ اور جنین کے متعلق جو
تجربات اور انکشافات کئے ہیں ان سے کامل طور پر تو اس تعجب انگیز تکنیک کے چہرے سے
نقاب کشائی نہیں ہوتی لیکن بہ صورت بہت سے مسائل کی انہوں نے توضیح کر دی
جن سے اس کا ارتقاء اور تقویٰ ثابت ہوتا ہے ہم ان کے بیان کردہ مباحث کا کچھ
خلاصہ یہاں پیش کریں گے، لیکن اس سے قبل یہ ظاہر کر دینا مناسب لگتا ہے کہ آئندہ
نسل کا حیوانی دریاغی جن بہت سی شرائط پر موقوف ہے جن میں سے اصل الامور قبل
میں درج کی جاتی ہیں، اسن، مزاج، والدین کے اعضا کی جن ترکیب، والدین کی
صحت، فعل جنسی کے ادا کر نیکی قابلیت، زوجین کی جاسکوت، رفتار زندگی، غذا
اور رہنے کا مکان، سوئی کیفیت، مددوں کے فرا جوں کا تشاہد اور اختلاط۔ دو
مختلف شہروں یا جدا جدا ملکوں کے باشندوں کا باہمی سلسلہ مناکحت،

والدین کی صحت کا اثر اولاد پر

شادی سے ناقص نتیجہ پیدا ہوتا، حیوانیہ توارث یا ایچہ برسے حالات و اوصاف کے سلسلے
ہونے کا قانون نسل سرایت کرتا جاتا ہے۔ یعنی اگر والدین کے اعضاء ترکیب اور
صحت اعلیٰ درجہ کی ہو تو با استثناء بعض اولاد کی بھی یہی حالت ہوتی ہے والدین کی اجتماعی
حرکات کی رفتار حیات اور دولہندی یا ناداری بھی اولاد کی حالت پر ضرور اثر انداز ہوتی
ہے دولہندی طبقہ کے پاس چونکہ ضروریات زندگی اور سرمایہ صحت کافی مقدار میں موجود
ہوتا ہے اس لئے ان کی نسل بھی تندرست اور طاقتور ہوتی ہے اگر کوئی مثال کہیں اس
کے خلاف نظر آئے تو اس کی اصلی علت والدین کی افراط و تفریط اور غیر قانونی رفتار
کو خیال کرنا چاہیے، ادنیٰ طبقہ چونکہ افلاس و مصیبت اور فقر و فاقہ میں اپنی زندگی گذرتا

ہے حفظانِ محنت کے لئے مناسب مسکن اس کو نصیب نہیں ہوتی طاقت سے بڑھ کر سخت
 دشوار کاموں میں اس کی قوتیں فنا ہو جاتی ہیں بدل یا متحمل ہو پھانے کے لئے کافی غذا
 اس کو میسر نہیں آتی ایسے لوگوں کی شادی سے سوا لائزہ کمزور اور بد صورت اولاد کے اور
 کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے، اس قسم کے اشخاص بڑے بڑے شہروں اور ان مقامات میں
 زیادہ دیکھے جاتے ہیں جہاں مفت خور اور محبت خیز اسباب کا کافی اجتماع ہوتا ہے ایسے
 شہروں سے مختلف امراض بھی پیدا ہوتی ہیں، نکاح کے لئے مختلف اجناس مختلف اقوام
 مختلف نژادوں اور مختلف ترکیب اعضاء رکھنے والے زوجین کی اولاد کو وہ درجہ جو
 وکمال ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا، جو مختلف نسل والے والدین کی نسل رکھتی ہے۔

کیونکہ اگر مرد و عورت کا نسل ملتی ہو تو اولاد کا بھی نسل بھی ملتی ہوگا اس کے برخلاف
 اگر عورت کا نسل ملتی ہو اور مرد کا صفر اسی و دوسری تو اولاد طاقتور اور خوبصورت
 پیدا ہوتی ہے۔ یہ امر ایک حقیقت ثابت ہے اور ہر دور میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ
 جن شہروں میں مسافروں اور غیر مقامات کے باشندوں کی کثرت ہوتی ہے۔ وہاں
 کی نسل ان اطراف کی نسبت تندرست اور حسین ہوتی ہو جہاں کے باشندے
 اپنے زاد بوم اور مستقر الراء سے باشت بہر سرگنا گوارا نہیں کرتے اور بالآخر وہیں
 مرجاتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی نہ تو حالت میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے نہ اشکال میں کوئی
 تغیر لیکن اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سلسلہ ازدواج میں بالکل اجنبیت اور

سفارت کرنا چاہیے، سوڈانی کو قفقاز کے باشندوں سے اور جاپانی کو یورپین
 سے شادی کرنا چاہیے۔ کیونکہ بعض کا قول ہے کہ اس سے اولاد کمزور اور کم ہوتی ہو
 مختلف اقوام سے شادیاں کرو

اور فرانسیسیوں کا اہل مشرق سے اسی طرح جرمنی کے باشندوں کا اٹالین

اقوام سے روسیوں کا تعلق ایوں سے سلسلہ اختلاط کر دیا جائے تو اولاد طاقتور اور حسین و جمیل ہوتی ہے، اس کے ثبوت کے لئے اہل عجم و ترک موجود ہیں، عثمائی عہد و سلاطین میں مختلف اقوام آباد تھیں بروہ فروشی کا بازار رونق پر تھا علی النوا ترک وستان جرگستان اور یونان کی کینزوں کی بیج و شرع زور پر تھی اس اختلاط کا جو نتیجہ ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے ترک قوم حسن و جمال کے اعلیٰ ذنبہ پر پہنچ گئی اعضا کے تناسب و توازن میں شہو عالم اقوام کا سہ تاج شمار کی جانے لگی اہل فارس اصل کے اعتبار سے تاجری تھے اور گذشتہ ایام میں ان کی تاتاریوں جی شکل بھی تھی، قبیح النظر اور بد صورت بھی تھے، لیکن کردوں اور جرگیوں کے ساتھ جوڑا اور اختلاط سے ان کے اعضا میں باہم توازن ہو گیا اگر دو سنگ بھوت کی ضرورت ہے تو تاریخ کے صفات پلٹ کر گذشتہ رومانیوں کی حالت کا مطالعہ کروان کی قوت و شجاعت زمانہ میں شہوتی انہوں نے قدیم دنیا میں بل پل ڈال کر سب کو تہ و بالا کر ڈالا تھا۔ مفتوح اقوام کے ساتھ میل جول برہا کر اختلاط پیدا کیا اور بالآخر طبعی تناسب و توازن کی اور ثقافتی منزل پر پہنچ گئے اس کی کیا وجہ تھی صرف مختلف اجناس کا اختلاط باہم سلسلہ نکاح اور آپس کی بدنی ریاضت، اختلاط اجناس کے اور ان کے فوائد معلوم تھے۔ اسی لئے انہوں نے اپنا تمدنی قانون تمام مفتوح ممالک میں جاری کر دیا تھا کہ فاتح کا مفتوح کے ساتھ ازواجی تعلق دشوار نہ رہے ہم اور دور کیوں جائیں ہمارے سامنے سفری اقوام موجود ہیں باوجودیکہ سب کی اصل ایک ہے لیکن مسلم قطبی خاندانوں میں بڑا فرق نظر آتا ہے خصوصاً جو مسلمان اور قطبی شہروں میں سکونت گزیریں اور ان میں تو باہم نمایاں بنیادی ہے اول الذکر اشخاص کا چونکہ ترکوں شامیوں اور کردوں کے ساتھ ازدواجی سلسلہ ہو گیا اس لئے وہ مناسب الاعضاء نظر آتے ہیں مؤخر الذکر طبقہ کا تعلق وازدراج چونکہ صرف اپنے ہی اہل وطن کے ساتھ مخصوص رہا اس وجہ سے ان کی اپنی اصل شکلیں برقرار

رہیں اور کوئی تغیر نہ پیدا ہو سکا۔ اگر طالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم اکثر اقوام کی تارت بھیان کرتے ہوئے ظاہر کرتے، کہ جن قوموں کو غریب الوطنوں اور اجنبیوں کے ساتھ اختلاط اور تعلق ازدواج قائم ہو گیا ہے ان کی جسمانی اور دماغی قوتیں اعلیٰ اور برتر ہو گئیں اور جن قوموں کا اجنبیوں سے ازدواجی تعلق نہ ہو وہ ہمیشہ مضعیل کمزور اور مردہ صورت رہیں اس ثبوت کے لئے گذشتہ اقوام اور وحشی امریکینوں کی حالت کا مطالعہ کرو۔

اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے ایشیائی کلمیور دہین عورت سے یا مغربی کامشرنی سے سلسلہ ازدواج قائم کرنا ضروری ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک شہر کے باشندوں کا دہائیوں یا دیگر شہروں کے رہنے والوں سے تعلقات نکاحی قائم کرنا نسل کے لئے مفید ہے جو اصحاب اولاد کے مناسب الاعضاء ہونے کے دلدادہ ہیں ان کو دوسرے شہر کی عورتوں سے شادی کرنا مناسب ہے اور اگر اپنے ہی شہر کی عورت سے شادی کرنا پسند کرتے ہوں تو ایسی عورت سے شادی کریں، جس کے والدین مختلف جنسیت رکھتے ہوں، جس طرح پاتو جانور مخلوط اصناف سے جوڑا کر کے خوبصورت حسین اور جسمانی خوبیاں حاصل کرتے ہیں اسی طرح اگر انسان مذکورہ بالا ضابطہ پر عمل پیرا ہو کر کاربند ہو جائے تو سطح انسانیت کے ارتقائی منازل پر پہنچ کر بدنی حسن و جمال کا بہترین نمونہ بن جائے گا۔

عرب نے مذکورہ ذیل امور کو عورت کا معیار حسن قرار دیا ہے چار مقامات کی بنیادیں

آنکھ، بالک، سر کے بال اور ابرو، چار مقامات کی سپیدی، جلد بدن، دانت، سر کی مانگ اور آنکھ کی سپیدی، چار مقامات کی سرخی، زبان، لب، رخسار، سرین، چار اعضا، کانوں ہونا، چہرہ، سر، زانو، ٹٹا، چار چیزوں کی درازی، قد، ابرو، بال، گردن، چار حصوں کا خوشبودار ہونا، دہن، ناک، بغل، فرج، چار اعضا، کا جوڑا اور بڑا ہونا، پیشانی سینہ، آنکھ اور گولا، چار مقامات کا تنگ ہونا کان، ناک کا تنہا، ناف، فرج، چار چیزوں کا چھوٹا ہونا، سنہلی، سنہ چھائی اور قدم۔

تولید و ولادت اور نیک طریقہ

جو والدین اولاد کو حسین و جمیل دیکھنے کے بچے دل اور قلبی رغبت سے خواہشمند ہیں ان کے لئے سنا ہے کہ تناسلی فعل کو محض حصول لذت اور کیف اندوزی کا ذریعہ نہ بنالیں بلکہ عمل جنی کو ایک عظیم الشان فعل خیال کرنے ہوئے اپنے آئندہ نسل کا پورا پورا ذمہ دار اور ضامن خیال کریں جنس پرستی اور کثرت جماع کے ہاتھوں اپنے قواہجات اور اعضا کی ساخت کو برباد نہ کر دیں کیونکہ کمزور اور انحطاط پذیر والدین کی نسل بھی دامنی اور جہانی قوی میں کمزور اور ضعیف ہوتی ہیں اگر بعض اشخاص کمزور اور لاغر ہونے کے باوجود عقلمند و دانا نظر آتے ہیں تو اس سے اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ انہوں نے عام ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ بلکہ وہ اس قاعدے کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں کہ صحیح عقل تندرست جسم میں ہی جہانی مصائب و آلام عقل و ادراکات و علوم کی ترقی کے لئے ننگ راہ ہوتے ہیں، اگر واضعان قانون نوزع انسانی کے حسن و جمال اور جہانی ترقی کے لئے قوانین بناتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے عقل میں بھی ارتقاء و عروج پیدا ہو جاتا ہے۔

بے زبان حیوانات فعل جنی کا ارتکاب مخصوص اوقات یا مخصوص موسم میں کرتے ہیں اگر یہ مخصوص مدت گزر جائے تو ان کے میلان شہوت کا جوش بھی سرد پڑ جاتا ہے۔ اور جھوڑی یا بہت رت تک ان کی شہوانی طبیعت خواب سے بیدار نہیں ہوتی، لیکن انسان اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے، اس میں تناسلی جوش ہر زمانہ میں ہوتا ہے صرف کسی عورت کا نظر آنا ہی اس کی خوابیدہ خواہشات کو برائے گتہ کرنے کے لئے کافی ہے اور دیگر حیوانات سے اس کی یہ امتیازی شان ہے کہ ہر موسم میں چینی میلان کا مالک ہے لیکن ہر بھی فرض زوجیت ادا کرنے کے لئے اس کے لئے بعض مخصوص زیادہ سہولتیں ثابت ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں شغل اور بھرپوری ہوئی گرمی نیز موسم سرما کی دانت سے دانت بجا دینے والی

سردی و دلائل فعل جنسی کے لئے ضرر رساں ہیں ان ناموزوں فصول میں جو بچے لطیف مادہ میں قرار پاتے ہیں ان کا حسن و جمال ان بچوں کی نسبت بہت کم ہوتا ہے جو ابتدا بہار یا ابتدا خریف میں یا معتدل فصول میں شکم مادر میں جاگزین ہوتے ہیں۔

فصل بہار میں لذت عیش { کیا موسم بہار میں حمل سفر ہے اس میں علماء مختلف خیال رکھتے بعض کہتے ہیں کہ جن بچوں کا حمل اس موسم میں قرار پاتا ہے ان میں سے اکثر پاگل یا بے وقوف ہوتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں والدین فعل جنسی کا ارتکاب غیر معمولی حدت اور ستوا تر جوش سے کرتے ہیں رومانوں نے نومی کے مہینہ میں عقد نکاح کو ناجائز قرار دیا رکھا تھا کیونکہ خیال تھا کہ اس ماہ میں نکاح کرنا پر اگندگی اور پریشانی کا باعث ہے۔ حمل کی پیدائش و استقرار نہایت حدت حرص شہوت اور جوش کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے عقلا اور دانشمندوں کا طبقہ اسی ماہ میں پشت پدرت شکم مادر میں قرار گزیر ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے والدین لفظ انگیزی کے وقت غیر معمولی جوش و حدت کو کام میں نہیں لائے تھے بعض علماء کی رائے ہے کہ دیگر فصول میں انسان کی شہوانی خواہشات خواب میں ہوتی ہیں اور موسم بہار میں خوابیدہ شہوات میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اسی موسم میں انسان کی طبیعت میں کثرت انبساط اور رونق کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔

صحراء عراق اور فرات کے سواہل پر پندرہ سال گشت و سیاحت کر کے کہاں کے باشندوں کے اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ دیہاتی موسم ربیع میں دیگر فصول کی بہ نسبت فعل جنسی کا زیادہ ارتکاب کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ غیر معمولی موسمی حالات و کوائف میں جماع کرنا حمل کے لئے ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ خوف کینہ نامیدی یا اس اور دیگر اعصابی تاثرات

کے وقت جماع نہ کیا جائے اور تیز جسمانی یا دماغی غیر معمولی مشقت و تھکان کے بعد بھی اس فحش سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے لئے وضو، آب اور سکون قلب کا انتظار کرنا چاہیے۔

پہلے یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ لاغر اندام والدین کی اولاد ان ہی جیسی ہوتی ہے اس کے برعکس تندرست

زوجین کی کیفیات

وطافور اشخاص کی نسل قوی اور تندرست ہوتی ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پر قوت اور صحیح المزاج والدین کی اولاد کمزور اور بیمار ہوتی ہے اس کا سبب دریافت کرنے

کے لئے نتیجہ کے وقت کی تحقیق ضروری ہے کیونکہ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ جماع سے

پہلے والدین کی صحت و قوت اعلیٰ درجہ کی ہو بلکہ دوران جماع میں بھی دونوں کی

تندرستی ضروری ہے اگر جماع کے وقت والدین کے قومی میں ضعف ہو اور ارادہ میں خشکی

اور غم نہ ہو تو یقیناً حمل میں بھی ضعف و انحطاط کے آثار نمودار ہوں گے اب یہ ممکن ہے

کہ والدین میں وہ جتنی و نشاط جو جماع سے پہلے تھی پھر پیدا ہو جائے لیکن جماع کے

وقت چونکہ تمدنی اور جسمی مقفود تھی اس لئے اولاد تو کمزور اور لاغری ہوگی اور اس کی

ذمہ داری والدین ہی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ ہی اولاد کی حیات بخشی اور پیدائش کا

اہل مسدود ہیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین میں تمام مظاہر قوت و صحت موجود ہونے

میں لیکن ان کی اولاد نحیف کچھ اور کمزور ہوتی ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ

والدین نے مباشرت اس وقت کی ہوگی جبکہ طویل بدنی یا دماغی کام کی وجہ سے

ان کے اعصاب میں تھکان پیدا ہو گئی تھی، یا زیادہ بیدار رہنے تاہم گہروں میں شب

گزاری کرنے اور بھٹنڑوں میں تماشہ دیکھنے سے ان کی قوت تخلیق میں مختلف اثرات

پیدا ہو گئے تھے،

مباشرت کے وقت اچھے خیالات سے رہو } ان کو یہ بات ہرگز
نکراؤ اور نہ کرنا چاہیے

کہ وقت مباشرت آئندہ پیدا ہو نیوالی مخلوق کی زندگی زبردست اثر انداز ہے۔ والدین
 کو یہ امر گوش نواز اور ہوش نشین کر لینا چاہیے کہ یہ اساسی نقطہ مسئلہ ہے کہ دوران حیات میں والدین
 کی جو جسمانی و دماغی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کو حمل ضرور اثر گیر ہوتا ہے اس میں کسی قسم کے شک
 و شبہ کی گنجائش نہیں کہ والدین کے ایسے یا برے اخلاق و اطوار اولاد کی طرف ضرور منتقل ہو
 ہیں جو شغضب شدہ و غم یا نشہ کی حالت میں جو ہنقر حمل ہوتا ہے اس سے ضرور کیفیت
 اور ذلیل اخلاقی کی نسل پیدا ہوتی ہے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ایسی اولاد پیدا ہو کر فضائل
 میں زندہ بھی رہے گی تب بھی جسمانی اور دماغی امراض میں مبتلا رہ کر والدین کے لئے
 خصوصاً اور عام افراد انسانی کے لئے عموماً بڑی مصیبت کا باعث بنے گی۔ اگر اس لغتارق و
 اختلاف کی وجہ معلوم کر لیں تو یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تندرست اور قوی اشخاص
 کی اولاد کمزور و ضعیف کیوں ہوتی ہے۔ بے شک اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جماع
 کے وقت والدین کی صحت اچھی نہیں ہوگی اس وجہ سے لاغر اندام نسل پیدا ہوئی یہ بات
 بھی قابل ذکر ہے کہ فتن پرستی اور کثرت مباشرت کے وقت بھی اولاد نجف الخجہ اور کمزور
 عقل کی ہوتی ہے، نشہ کی حالت میں اگر حمل قرار پا جائے تو اولاد میں یا تو دیوانگی ہوگی یا مرگی
 کا مرض، حکیم دیو جانس کو ایک روز ایک باگل شخص ملا حکیم نے کہا کہ جب تیرا نقطہ شکم مادر
 میں جاگزیں ہوا تھا اس وقت تیرا باپ محمور تھا نشہ کی حالت میں جو قرار حمل ہوتا ہے اس سے
 اولاد کے اعضا میں ضعف و انقطاع رونما ہوتا ہے اس کا اصلی سبب یونانی مائیتہالوجی سے
 اس کی تفسیل اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ کوثر (دیوتاؤں کی شراب) کے بخارات سے
 شترجی کہ جب جوش و بہجان ہوا تو اس نے اپنی زوجہ دیوتاؤں (دیوتاؤں کی ملکہ)
 سے جنسی میلان کا اظہار کیا جس کی وجہ سے وہ حاملہ ہو گئی اور جب وضع حمل کا وقت
 آیا تو مسخ شدہ بچہ پیدا ہوا۔ دیوتاؤں نے اس کو کوہ ادریسا سے نکال باہر کر دیا۔ زوجین
 کو یہ غیر قابل تردید حقیقت ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اخراجات زیادہ تھکن یا اعصابی

انحطاط کے وقت جملہ کرنے سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ وقت سے پہلے فنا ہو جاتی ہے اور اگر نفاذ حیات میں زندگی کی کچھ سانسیں لیتی بھی ہو تو موت تک مصیبت و تکلیف اور مسقت میں بسر کرتی جو انسانیت کے ذلیل سرگزور بدترین سوسائٹیوں میں اس قسم کے واقعات روزانہ لوبہ نو اور تازہ ترازہ واقع ہوتے رہتے ہیں ہاں علی طبقہ میں ان کا حدوث کم ہونا جاتا ہے، چونکہ کثرت مباشرت فحش پرستی اور انحطاط جسم کے وقت طبیعت تلیق اور استقرا حل سے کنارہ کش ہو جاتی ہے اس وجہ سے بد صورت لاغر اندام مثل ان میں معمولی تھاوتے کم نظر آتی ہے ایک انگریزی میٹال شہور ہے کہ پامال مقام پرگہاں نہیں پیدا ہوتی ہے اس لئے شہوت پرست عورتوں کا وہ طبقہ جو کثرت مباشرت میں مبتلا ہے یا اس کا دلدادہ ہے استقرا حل سے محروم رہتا ہے بہرہم مگر گوش نشین کرنا چاہتے ہیں کہ جب تناسلی افعل جنسی کی غیر معمولی حدت استقرا حل کے لئے ضرر رساں ہو کیونکہ بدکاری شہوت پرستی اور اعتدال سے بڑھی ہوئی عیاشی سے نظام عصبی تباہ ہو کر تناسلی فرائض میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

مباشرت کے وقت بناؤ سنگھا { لوٹں چہادہم نے ایک مرتبہ اپنے ایک طبیب دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے

کہ جو لڑکے میری بیوی سے میرے لئے چھوڑے تھے وہ تو لاغر اور بد صورت تھے، لیکن اور عورتوں سے جو میری اولاد ہوئی وہ خوب صورت اور طاقتور ہے۔ طبیب نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر بچہ جنی حکومت اپنے عمائد بن کو نہیں دینا چاہتے۔ مہینہ کے تمام ایام بھی قرا حل کے لائق نہیں ہیں بلکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ حیض آنے سے دو روز پیشتر یا سیلان حیض کے انتہاء کے وقت یا انقطاع حیض کے دن عموماً حمل قرار پاتا ہے کیونکہ بشری بولقیدہ پورے طور پر پختہ ہو کر مبیض سے نکل کر بوق کی دیواروں کے ساتھ آویزاں ہو جاتا ہے اور اس جگہ منوی جراثیم اس کے ساتھ مل کر لطف خیزی کا

باعث بنتے ہیں اس دوران میں عورت کا ناسلی نظام سخت بتیاب ہوتا ہے کہ کسی طرح
 معنوی جراثیم کو رحم جذب کرے اس کے بعد جننے دن گزرتے جاتے ہیں قراچیل دشوار ہوتا
 جاتا ہے یہاں تک کہ گزشتہ ماہ کی ابتدا میں استقرانا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے زوجین
 کو اس قاعدہ کے موافق مناسب حالت کا التزام کرنا ضروری ہے ایک یہ بات بھی تحریر میں
 آئی ہے کہ اگر مباشرت کا پلنگ اور ستر نرم اور نفیس ہو چاروں طرف خوشبودار
 پہول رکھے ہوئے ہوں، سچائی ہوئی ہو، کمرہ میں مختلف عمدہ عمدہ تصویروں
 اور نقوشوں سے خوب زیب و زینت اور آرائش ہو نوادلا حسین و جلیل اور خوبصورت
 پیدا ہوتی ہے اور اگر جہاں کا مکان میلہ کچلا گندہ اور ستر انگیز ہو تو نسل بد صورت
 ہوتی ہے کیونکہ ماحول کی کیفیات زوجین کے تخیل پر ضرور اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر اس
 پاس پسندیدہ اور دلچسپ مناظر ہوں تو لذت میں اضافہ اور حواس میں شگفتگی اور
 انبساط پیدا ہوتا ہے اولاد اپنے والدین کا توڑ ہوتی ہے نعل جنسی کے وقت والدین کی
 جو حالت ہوگی وہی حالت اولاد کی بھی ہوگی، دیکھو اگر کوئی اپنا فوٹو اترانا چاہتا ہے
 تو اس کے لئے راحت و سکون کا منتظر رہتا ہے اپنے بدن اور لباس کی جانب بھی کچھ
 نہ کچھ توجہ ضرور کرتا ہے پھر جنسی مباشرت کے لئے اس قسم کی احتیاط کو مد نظر رکھوں نہ کہ
 جائے حکیم جالینوس کو ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک رومانی شخص غفلت بد صورت اور کوزہ
 پشت تھا۔ جب اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ تو وہ بھی بد شکل اور بد صہیت تھا۔ اس شخص کو
 لڑکے کی بری صورت دیکھ کر خیال پیدا ہوا کہ اس لڑکے کی اولاد نہایت کریہہ المنتظر ہوگی
 اس لئے جالینوس سے مشورہ طلب کیا۔ حکیم نے پائے دی کہ جماع کے وقت تین فوٹو
 ستر مباشرت کے آس پاس اس طرح رکھو کہ ایک پاؤں کے پاس ہو اور دوا دہر
 او دہر دونوں طرف تاکہ تمہاری توجہ ہر وی اس جمال خیر مشاہدہ سے کیف اندوز ہو
 اس شخص نے طبیب کے مشورہ کے موافق عمل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسا خوبصورت حسین

دھیل لڑکا پیدا ہوا جس کا گمان بھی نہ تھا۔

ڈمیری نے اپنی کتاب پوۃ السیوان میں ذکر کیا ہے کہ اگر عورت کے سامنے خوبصورت بچہ کی تصویر اس طرح رکھی جائے کہ جماع کے وقت عورت کی نظر اس پر پڑے تو لڑکا اکثر اعضاء کے اعتبار سے اسی بچہ کے مشابہ پیدا ہو گا ڈیناس پیران نے ایک صین سوار کی تصویر اپنی بیوی کے پلنگ کے سامنے لٹکا رکھی تھی تاکہ آئندہ اسل خوبصورت پیدا ہو یونانی طبقہ حسن و جمال میں تمام دنیا میں پایہ شہرت رکھتا تھا ان کی عورتیں عموماً سیلنہ پر سنگ مرمر کی صورتیاں تراش کر لٹکالیا کرتی تھیں ان صورتوں کی شکل دیویوں اور دیوتاؤں یا نصف دیوتاؤں کی خوبصورت جاذب نظر تصویروں سے ملتی جلتی ہوتی تھی، چنانچہ البوتوں کا ستورہ، بوتوکس یا زہرہ، مامیرقا اور دیگر ان خوبصورت دیویوں کی صورتیاں ہوتی تھیں جن کی تصویریں اور مجسمے باغات پارک، امام گزرا گاہوں اور پردوں میں قائم کئے جاتے تھے اس ذریعہ سے یقیناً انہوں نے اولاد کی حسن افزائی میں کامیابی حاصل کی پھر ہم ان کی طرح ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کر کامیابی کیوں حاصل نہیں کر سکتے۔

مباشرت پہلے حاصل استہام اور تدبیریں

زوجین کو فعل تناسلی کے لئے کم از کم آٹھ

روز تک تیار رہی کرنا چاہیے اس دوران میں جماع کو قطعاً ترک کر دینا چاہیے تاکہ مرد کی سنی کامل طور پر بچتہ ہو جائے اور عورت کا نظام تناسلی بھی سنی کو قبول کر لے اور اس کی نگہداشت کرنے کا اچھی طرح قابل ہو جائے۔ زندگی کو قیام دور سنگی بخشنے والے امور اعتدال کے ساتھ ہستمال کرنا چاہیے تکلیف دہ اسباب اور ایسے فرلے سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے جن سے اعصابی نظام میں مختلف شدید تاثریں پیدا ہو کر وظائف حیات میں بد نظمی اور خرابی پیدا ہوتی ہو قوت ہضم کے موافق تغذیہ

جس عہدہ غذائیں کھانا چاہئیں۔ کیونکہ کھانے پینے کی کثرت بھی جسمانی ساخت پر ضرور اثر ڈالتی ہے بدن یا دماغ کو تہہ کانے والے تمام کام ترک کر دینا چاہئیں اور یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ صبح کے وقت ریاضت کرنے اور معتدل کام کرنے سے نیز شہر کے باہر صاف ہوا میں رہنے سے پیپڑوں میں صاف ہو پہونچ کر خون میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے بدن میں انبساط و ذرت محسوس ہوتی ہے جب آٹھ روز گذر جائیں تو دونوں کو باہم مشورہ کرنا چاہئے، کہ کیا دونوں کی صحت درجہ کمال پر ہے، کسی کو کچھ نقصان یا سوسائزاج تو نہیں ہے اگر کسی کی صحت میں کچھ بھی خرابی ہو تو تا وقتیکہ صحت اہلی حالت پر نہ آجائے اس فعل کا ارتکاب نہ کریں۔

خو بصورت اولاد پیدا کرنے کے لئے بیاض کا مناسب وقت صبح کا ہے کہونکہ اس وقت بدن اپنی جتنی دھار اکمل حصہ نیند کے ذریعہ سے حاصل کر چکا ہوتا ہے اس وقت مرد کو عورت سے بیمار و محبت سے سبائت کرنا چاہئے۔ اور عورت کو اپنی رغبت خاطر کا اظہار کرنا چاہئے، تاکہ شہوانی قوت میں انبساط پیدا ہو اور دونوں محبت اور خوشی کے ساتھ دلی دعا میں حاصل کر سکیں۔ صرف یہ ہی تدابیر نہیں ہیں بلکہ اور بھی ایسے چند امور ہیں جو اہمیت و فائدہ میں ان سے کچھ کم نہیں ہیں مثلاً مدت حمل میں عورت کا جسمانی و دماغی سکون اور دوران حمل میں مرد کی عورت کے ساتھ ملوثی و اخلاقی رفتار زندگی۔ پیدا ہونے کے بعد بچہ کو دودھ پلانے کی کیفیت اس کی صحت کی نگہداشت۔ بچہ کی غذا اور ورزش کا لحاظ اور ان مناظر و ماحول کی خوبی جن پر اس کی نظر پڑتی ہے وغیر ذلک۔ یہ تمام تدابیر ہیں جو بچہ کے چاق و چوبند اور خو بصورت ہونے کے لئے معاون ہیں۔

حاملہ کی رفتارِ حیا } مدت حمل میں عورت کو باقاعدہ رفتار رکھنی چاہئے۔ تاکہ قلبی راحت اور دلی سکون حاصل ہو کیونکہ خوشی

وغیرہ جیسے شدید موثرات سے اندرونی عمل کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے ان تمام لائق
 سے کنارہ کش ہو جانا چاہئے، جب سانی یا دماغی سکون کے لئے سنگ راہ ہیں اگر جو اس کو
 پریشان کرنے والے اور قلق و اضطراب پیدا کرنے والے کچھ امور درپیش آجائیں تو عقل
 کی متانت و استقلال سے ان کو نظر انداز کر کے بہر راحت و سکون چل کرنا چاہیو
 اور پرانگندہ جو اس کو از سر نو جمع کرنا چاہئے، خلاصہ یہ ہے کہ حزن و ملال سے علیحدہ
 رہنا چاہئے خوشی و سرور کی طرف مائل ہونا چاہئے سبب انگیز شہاء کی طرف اپنی
 نظر اور خیال کو منتقل کرنا چاہئے، تاکہ بہترین وجد انیات اور لطیف احاسا پیدا ہو
 اب اگر کچھ حزن افزا اہم انگیز واقعات درپیش ہو جائیں تو اس کی پیروی نہ کرے کہ
 دل خوش کن خیالات اور فرصت بخش تذکروں کی جانب اپنی غماز تخیل کو پھیرے۔
 عورت کے لئے لازم ہے کہ تمام اثر انگیز برونی واقعات اور موسمی انقلابات سے
 کنارہ کش رہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اس سے اس کی صحت پر برا اثر پڑے اگر اتفاق
 سے بیمار ہو جائے تو فوراً کسی ہوشیار طبیب سے مشورہ کر کے جلد از جلد علاج کرنے
 میں سرگرم ہو جائے، حاملہ عورت کو یہ مسلم الثبوت حقیقت دماغ نشین کر لینا چاہئے
 کہ اس کے بدن یا دماغ پر جو کچھ اچھی یا بری کیفیت وارد ہوتی ہے اس سے اندرونی
 حمل ضرور اثر پذیر ہوتا ہے، اگر عورت کا تعلق لیبرل گروہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ
 آہستہ آہستہ کام انجام دے سخت تعب انگیز کوشش میں اپنے نفس کو مبتلا نہ کرے
 یہ امر بھی عورت کے لئے ضروری اور فائدہ رساں ہے کہ اعتدال کے ساتھ ورزش
 و ریاضت صاف ہو اچھل کرنے کے لئے پر فضا مقامات میں تفریح کرے۔ آخر میں
 ہم یہ بتا دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ آرام و آسائش سے بھی اس حد تک بہرہ اندوز
 ہونا چاہئے، کہ ضرر و نقصان کا باعث نہ ہو فراط سے بہر حال اصرار رکھنا چاہئے
 حاملہ کے ساتھ شوہر کا حسن و سلوک کئی اکثر اقوام کے نزدیک حاملہ عورت

مقدس خیال کی جاتی ہے۔ اگر دوران حمل میں کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کی دل آزاری کرتا تھا تو قانوناً اس کو سزا دی جاتی تھی، جمہوریونان اور اہل رومان نے حاملہ عورتوں کی پاسداری اور احترام کے متعلق ایک قانون بنایا تھا جو شخص راستہ میں یا عام گزرگاہوں میں کسی حاملہ عورت سے ملتا تھا اس کے لئے لازمی تھا کہ اس کو سلام کرے اس کے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ دے۔ سقراط اور اناکراگٹو اگر کسی عورت کو حاملہ دیکھتے تھے تو انہار کے تنگ راستوں میں دیوار کی طرف بچ کر اس کے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے، سومیوس فاتح قونشہ اگر کسی عام فرد گاہ کو جاتا تھا تو اپنے اردلی اور سپاہیوں کو حکم دیدیتا تھا کہ اگر حاملہ عورت ادھر سے گزرے تو تم ایک طرف کو ہٹ جانا اور اپنے ہتھیار اس کے سامنے جھکا دینا۔

اثینا اور قرطاجہ میں تو یہ دستور تھا کہ اگر کوئی قاتل حاملہ عورت کے مکان میں پناہ گزین ہو جائے تو وہ قصاص سے بچ جاتا تھا سپور کے نزدیک حاملہ کو حرام گوشت کھانے کی اجازت تھی جو شخص بے سمجھے علاج کرنے سے یا کسی اور سبب سے حاملہ عورت کی ضرر رسانی اور نقصان کا باعث ہوتا تھا تو مولوی شریعت میں اس کو مرتے دم تک سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں تو وہ غلامی اور عادات ہی بدل گئے۔ سوائے ترقی یافتہ مہذب طبقہ کے اس احترام و پاسداری کا نام و نشان ہی اور لوگوں میں باقی نہیں رہا۔

حاملہ عورت کا احترام کرو | اسفل اور زیریں طبقہ کے تو بہت سے افراد اپنی حاملہ عورتوں کو طرح طرح

کی تکلیفیں دیتے ہیں اور کبھی کبھی ان کو زبرد تو بیچ اور سزا بھی دیدیتے ہیں۔ متوسط طبقہ میں سے بھی جاہل وحشی جاہل و زانی بیویوں کی توہین و تحقیر کرتے ہیں اور اپنی

اولاد کی مال کو ذلیل سمجھتے ہیں جو لوگ والدین کے شریف نام سے موسوم ہیں اور جن کی سادہ
 و سہو دی ان کی بیویوں کی سہو دی و فلاح صحت اور ورستی مزاج و اعضا پر موقوف
 ہے ان کے لئے مناسب ہے کہ مذکورہ ذیل تعلیم پر کاربند رہ کر اس عمل درآمد کریں۔ حاملہ
 بیوی کے ساتھ لطف نرمی سے پیش آئیں گستاخہ پیشانی محبت و الفت اور مہربانی و مراعات
 سے اس کے ساتھ برتاؤ کریں کوئی ایسا کام نہ کریں جو اس کی مرضی کے خلاف ہو اس
 کو تکلیف پہنچانے والا ہو اگر عورت کا سیان خاطر فعل خاص کی جانب ہو تو ایسی طرح
 اس کا از کتاب کریں کہ بچہ کو ضرر کا باعث نہ ہو اگر اس تکمیل خواہش سے عورت کی محبت
 کو ضرر پہنچتا ہو تو دامن بندی اور ہوشیاری سے سمجھانا چاہیے لیکن اس کے احساسات
 و جذبات کو زخمی کر کے اس کے غضب کی آگ کو بھڑکانا نہ چاہیے۔ کچھ ایسی دلکش اور
 جاذب توجہ باتیں اختیار کرنی چاہئیں جن سے جنسی رغبت و خواہش کی تلافی ہو سکے۔
 کبھی کبھی عورت کو اعصابی اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہیں جن کی وجہ
 سے اس کو تکلیف اور پریشان خیالی دامن گیر ہو جاتی ہے ایسے وقتی حالات کا لحاظ رکھتے
 ہوئے مرد کے لئے مناسب ہے کہ اس سے بار بار استفسار نہ کرے بلکہ اگر وہ
 تنہائی کی طالب ہو تو اس کو اس کی حالت پر چوڑ دے اور جب اس کا وہ وقتی
 و اضطراب زائل ہو جائے تو مہربانی محبت نرمی اور بروری پاسداری کے ساتھ
 اس کے دل کو اپنے دل سے ملائے اس کی خوشی اور سرور کے لئے ہر لطف انفرادیہ
 جمیہ کرے۔ جب ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ان نصائح پر کاربند ہو جائیگا
 تو بلاادک ٹوک اس سادت کو دونوں علی کر حاصل کریں گے، جو دونوں کا اصل
 لفظ خیال ہے۔ یعنی متدوست اور متناسب لاء اعضا اولاد پیدا ہوگی،
 سابق میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ صرف
 یہی امور مقصد مذکور کے حصول کے

بعض مفید احتیاطیں

لئے کافی نہیں ہیں بلکہ اور بھی چند بہتم بان نشان ضروری امور ہیں جنہا سمیت میں کسی طرح مصروف ہوں اور سے کم نہیں ہیں مثلاً دورانِ عمل میں حاملہ کی رفتار صحت پر کی غذا اس کی تربیت پر ورزش وغیرہ۔

انسان کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ جسمانی کمال سے تکمیل عقل والہیت ہے مکاح اور تناسلی فعل بڑی ذمہ داری انسان پر عاید کر دیتا ہے۔ اجتماعی مجامع اور سوسائٹیل میں ہی ایک ایسی مضبوط بندش ہے جو اہل و عیال کے باقیہاں کو اپنے دوش پر رکھ کر خوب مضبوط باندھ دیتی ہے اس لئے سنا ہے کہ انسان اپنا نقطہ نظر اور سطح خیال صرف لذت اندوزی کو نہ بنائے بلکہ عاقبت مقصد و نتیجہ کو خیال کرے اور ان گمراہ کن تین اسباب پر فریقہ ہو کر دھوکہ نہ کھا جائے جو حسن انتخاب کیلئے سنگ راہ بنتے ہیں یعنی مال جال اور عزت بلکہ ایسی ذوجہ کا انتخاب کرنا چاہیے جس میں تمام جسمانی اور دماغی صفات اعلیٰ درجے کے ہوں تندرست اور حسین و جمیل نسل پیدا کر نیکی لائق ہو۔ عورت کی ایک ضرب بالمثل ہے کہ جاہل آدمی مال کا طلبگار ہوتا ہے اور دانشمند کمال کا۔ آخر میں ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ انسان کو کثرتِ سببش میں مشغول ہو کر اپنے کو کمزور نہ کر لینا چاہیے بلکہ اعتدال کے ساتھ فرضیہ مردیت ادا کرنا چاہیے اور اپنا منصب العین اس ضابطہ کو نبالینا چاہیے کہ جہالت اور کثرتِ جماع سے جو ضنعت و نقاہت اور بیماریاں دامگیر ہو جاتی ہیں ان کا اثر بے تصور اولاد پر پڑتا ہے اور تمام عمر ان بیماریوں کو باپ کی حرکات کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔

عاشق و مشوق کی اولاد

غیر شرعی اولاد | اس مسئلہ کے متعلق علم وظائف الاعضاء اور تجربہ ہو چکا عام خیالات کے برخلاف نتیجہ پر پہنچانا ہو سب سے اول یہ جاننا ضروری

کہ نسل حرام کی دو قسمیں ہیں شہزادہ اولاد جن کے ماں باپ ایک دوسرے کے عشق میں تباہ ہو رہے ہوں شہزادہ اولاد جن کے ماں باپ میں کچھ محبت و الفت نہیں صرف ضرورت پورا کرنے کیلئے مرد نے عورت سے فعل زوجیت کا ارتکاب کیا ہے اب ہم اندرونی اور غیر ناقلی اولاد سے قطع نظر کرتے ہوئے فعل عنبی کی اس کیفیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں جو اس کے نتیجہ میں یہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔

جو مرد و عورت ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں وہ شیدہ طور پر لوگوں کی نظروں سے بچکر اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں عورت سخت قلق و اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے فعل زنا کے ارتکاب سے اس کا دل دھڑکتا ہے اگرچہ مرد کی محبت میں بخیر ہوتی ہے اس کی شفیقتہ اور دلدادہ ہوتی ہے اس سے ملاقات کرنے کے لئے بیتاب ہوتی ہے لیکن اس سے وہ خوف و دُور نہیں ہو سکتا جو اس کے تمام بدن پر طاری ہوتا ہے اور نہ اس سے وہ اپنے ضمیر کی ملامت کو زائل کر سکتی ہے اس کا دل خود اس فعل پر ملامت کرتا ہے اسی وجہ سے عموماً اس طرح کی مباشرت میں اس کو کچھ کیفیت و لذت حاصل نہیں ہوتی بلکہ خیالات میں اضطراب اور دل پر لرزہ پڑتا رہتا ہے اعضا و تناسل میں تشنج اور انقباض پیدا ہو جاتا ہے جیگی وجہ سے عمل ملحق میں کم و بیش خرابی پیدا ہوتی ہے ایسی حالت میں اگر حمل قرار پا جاتا ہے تو پھر اس کی جسمانی اور دماغی حالت و کیفیت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ ابتدا میں اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اضطراب و گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور جلد عمل کا ظہور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس پر دوا فرول اضطراب نظام عصبی بھی اثر پذیر ہوتا رہتا ہے ہمیشہ فکوائگر رہتی ہے دل پر لرزہ طاری رہتا ہے اور ہر وقت یہ غم جان کو گھلاتا رہتا ہے کہ جب عمل کا اظہار ہو گیا تو کیا ہو گا کس قدر شرمندگی اور خجالت اٹھانی پڑے گی یہ خیال کر کے مضبوط پٹی کس کر کر پر باندھتی ہے سجدہ پر خوب دباؤ ڈالتی ہے اس کا کوئی

اعضا انہم کمرہ ہو جاتے ہیں غذا کی اتنی مقدار ہضم نہیں کر سکتے جو اس کے اور اس کے
 پیچہ کے لئے کافی ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مختلف موانع اور بچہ کے واسطے غذا کی کمی یہ سب
 امور بچہ کو مہر کرتے ہیں کہ بروہ عدم سے ہستی میں قدم رکھنے سے پہلے ہی مختلف گردشوں
 اور تازہ بتازہ اولاد صائب کو برواشت کرے اسی وجہ سے اس کا نمو کامل نہیں ہو سکتا۔
 اس پر اگر اس پریشانی فکر اور یاس کا اضافہ کر دیا جائے جو اس بد بخت عورت کو ہر وقت
 گھیرے رہتی ہے۔ (اور یہ حالت فیصدی نوے کی ہوتی ہے) اور اس کا دولت اسکو
 اس ناگفتہ بہ حالت میں چھوڑ کر بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت پر بھی نظر کی جائے
 تو پھر اس میں کچھ شبہ نہیں رہتا کہ زنا کی اولاد نکاح کی اولاد سے یقیناً بدتر اور زوی
 حالت میں ہوتی ہے۔

شرعی اور غیر شرعی اولاد کا موازنہ اس کے برعکس جب ہم نکاحی اولاد کی حالت
 دیکھتے ہیں اور زوجین کی صحت اور دیگر ضروری

شرائط کو مد نظر رکھتے ہیں تو ان کی حالت سطح ارتقائی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی معلوم
 ہوتی ہے اگر اتفاق سے کبھی حرام کی اولاد جو جانی اور دماغی اوصاف میں امتیازی پایہ
 رکھتی بھی ہو (اگرچہ اس کی نظیر قدرت اور کمیا بی سے گئے نہیں بڑھ سکتی) تو بھی اس سے
 اس مسئلہ عام قاعدہ کا نقض نہیں ہو سکتا اور اگر ان کی حالت بھی نظر تحقیق سے دیکھی
 جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والدین اگرچہ باقاعدہ سلسلہ ازدواجی نہ رکھتے تھے
 لیکن ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے تھے زوجیت کی ضروریات اور راحت و آرام کے تمام اسباب
 ان کے لئے مہیا تھے چنانچہ اگر ان بچوں کا نظام اعتدال دیکھا جائے جو راستہ میں پڑے
 ہوئے ملتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی جسمانی ساخت اور بدنی ترکیب
 دیگر بچوں کے مقابلہ میں زوی ہوتی ہے بلکہ ان میں سے یہ تو چودہویں ماہ سے پہلے
 ہی کو جنم کر جاتے ہیں اور رنج و دغم کی صورتیں بگڑتی ہوئی ہوتی ہیں جسمانی ترکیب نہایت

سبب وجہ میں ہوتی ہے باقی انہی نصف میں سے فیصدی پچاس پر صورت اور نتیجہ
المنظر ہوتے ہیں اور یہ سب اسی غلطی کا نتیجہ اور اسی کج روی کا خیارہ ہے جو ان کے
والدین سے ظہور پذیر ہوئی تھی۔

والدین کی خصوصیات کا اثر

اولاد میں والدین کی خصوصیات اثر کرتی ہیں علم وظائف الاعضاء
(فزیالوجی) میں

وراثت کے یہ منہ ہیں کہ والدین کے جہانی یا دماغی خصوصیات بطور میراث کے
اولاد کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں نمبر اولی وراثت نمبر دوم انتقال پذیر
وراثت یا استعدادی اوصاف۔

(۱) یہ وراثت تو ایک عام قاعدہ کے ماتحت ہوتی ہے ہر جنس یا نوع سے
اُسی قسم کے افراد پیدا ہوتے ہیں جو اس جنس یا نوع کے ذیل میں مندرج ہیں۔
انسان سے انسان کتے سے کتا بکری سے بکری وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ہر حیوان
سے اسی طرح کا حیوان اور ہر گھاس سے اسی جیسی گھاس پیدا ہوتی ہے اور پھر
اس میں اسی کا پھل آتا ہے۔

(۲) اس کا ظہور اچھے یا بُرے دماغی خصوصیات و صفات میں ہوتا ہے
لیکن اس کا کوئی کلی نظام یا عام قاعدہ نہیں ہے۔ بہترے زاد و مسلک اس سے
خارج ہیں۔ یہ جائز ہے کہ موروثی خصوصیت اولاد میں والدین سے کم یا زیادہ ہو یا بالکل
نہ ہو یا ایک پشت میں ہو پھر مدت و راز تک چند نسلوں سے منقطع ہو جائے اور پھر اور
عود کرے بہر حال والدین کے خصوصیات کا انتقال اور عدم انتقال دونوں جائز
ہیں اس لئے اس کا کوئی عام قاعدہ نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ اس میں بیشمار تغیرات

اور تہریلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر برائیسپر لوقائے اپنی ایک ممتاز علمی تالیف میں بیان کیا ہے کہ کسی شخص میں جو اوصاف پیدا ہوتے ہیں اس کی چند صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) والدین سے منتقل ہو کر آئیں یہ تو وراثت بالمباشرت کہلاتی ہے۔

(۲) چچا یا ماموں سے منتقل ہو کر آئیں یہ وراثت غیر مستقیمہ ہے۔

(۳) دادا سے متعدی ہو کر باپ کی پشت کو چھوڑ کر پوتے میں منتقل ہجائیں یہ جہی وراثت ہے۔

(۴) کسی عورت کی دوسرے شوہر کی اولاد میں پہلے شوہر کے اوصاف پائے جائیں یہ وراثت تاثیر ہے۔

وراثت بالمباشرت میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کبھی باپ کی خصوصیات اولاد میں پائے جاتے ہیں اور کبھی ماں کے۔

وراثت رجبی اس اولاد میں ہوتی ہے جو بجائے والدین کے ساتھ مشابہ بنیکے دادا کے ساتھ مشابہ ہوتی ہے یعنی ایک پشت درمیان میں ان خصوصیات سے خالی رہتی ہے کبھی تین تین چار چار پشتیں بھی اس سے خالی رہتی ہیں اور بعد کو موروثی اوصاف کا ظہور ہوتا ہے۔

وراثت تاثیر اولاد اپنے ماں باپ کے مشابہ نہ ہو بلکہ اس شخص کے مشابہ ہو جس سے اس کی والدہ کا پہلے ازواجی تعلق رہ چکا ہے اس کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ جب کوئی عورت شوہر کے انتقال کے تین سال بعد دوسرا نکاح کرتی ہے اور اس دوسرے شوہر سے اولاد ہوتی ہے تو اس میں اپنے والد کی کوئی علامت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں عورت کے سابق شوہر کی نشانیں موجود ہوتی ہیں۔ اس قسم کے واقعات انسانوں میں عموماً اور حیوانات میں خصوصاً بہت

نادر ہیں۔

امریکی کی مثالیں | سنیر نے فلینٹ سے نقل کی ہے کہ ریاستہائے متحدہ
میں چند مرتبہ ایسا واقعہ ہوا کہ کسی گورے رنگ کی ٹورت

نے پہلے کسی کالے آدمی سے شادی کی اور پھر اس کے بعد کسی گورے سے تواس
گورے شخص سے جواولاد پیدا ہوئی اس میں کالے آدمی کے کچھ خصوصیات موجود
ہوتے تھے۔ ڈارون نے مختلف حیوانات کے چنیدے واقعات بیان کئے ہیں جس
ہمارے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ اسی کی ایک شاخ اُن خجروں کے سلسلہ
واقعات بھی ہیں جن سے قدیم و جدید تاریخ کے اوراق سیاہ ہیں حالانکہ ہر شخص
جانتا ہے کہ خجری دیگر حیوانات کی طرح بیاہی نہیں جاتی ہے بلکہ دو قسم کے
حیوانات کی جفتی سے خچر پیدا ہوتا ہے۔ ہیرڈوش نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے
کہ محاصرہ بالبل کے ایک سال آٹھ ماہ بعد زبر بن مخابیر کی خجری بیاہی تھی ابن بطریق
کی تاریخ میں ڈمیری سے نقل کی گئی ہے کہ کنگہ کے حادث میں سے ایک یہ واقعہ بھی
ہے کہ جالبس کی خجری کے ایک سیاہ بچھری اور ایک سفید خچر پیدا ہوا۔ دیگر خجریاں
جو الجزائر سے پیرس کے حدیقۃ التبلید میں لائی گئیں اُن سے بھی بچے پیدا ہوئے
جن کو اس زمانے کے نادر میں سے شمار کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے
انگریزی مقبوعات میں ایک خجری کے بچہ پیدا ہوا اس کی وجہ یہ قائم کیا جاسکتی
ہے کہ مدت حمل میں مادہ اور جنین کے باہم اتنا گہرا اختلاط و امتزاج ہو جاتا ہے کہ
گویا دونوں ایک سے شخص بن جاتے ہیں دونوں کی زندگی ایک ہو جاتی ہے
اور ایک ہی خوں و دونوں کی پرورش و تغذیہ کا سبب ہو جاتا ہے اسی لئے دونوں
میں باہم متبادل ہو جاتا ہے ماں میں بچہ کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ اگر جنین کسی
غیر نوع سے نشق رکھتا ہے تو اُس کے اندر بھی غیر نوعی کیفیت کچھ نہ کچھ ضرور پیدا ہو جاتی

ہے اب اگر اس کیفیت کے سبب کا بار بار وقوع نہیں ہوا تو ممکن ہے کہ پیدا شدہ کیفیت ذوالی پذیر ہو جائے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس غیر ذوی کیفیت کا اثر ماں کے اندر چند سال تک باقی رہتا ہے اگر یہی غیر ذوی سبب بار بار ایک ہی طرح پر پیدا ہوتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ ماں کی طبیعت ہی اپنی اصل سے بالکل بدل جاتی ہے۔ چونکہ والد سابق کی طبیعت کسی قدر موجودہ حل کی حالت پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ جس گھوڑی کے پہلی مرتبہ پخری پیدا ہوئی ہو اور دوسری مرتبہ پھیری اس گھوڑی کی اس پھیری کو پخری سے اس قدر کامل شاپست ہو کہ لوگ اس کو پخری ہی سمجھنے لگیں۔

ہوم نے بیان کیا ہے کہ ایک انگریزی گھوڑی سے ایک چلے افریقین گدھے نے جنینی کی اور چھ چلتی پھرتی صورت میں نمودار ہوا اس کے بعد اسی گھوڑی کے چار سال کے اندر تین تازی گھوڑوں سے تین چلے پھیرے پیدا ہوئے۔ جن کی شکل افریقین گدھے سے ملتی جلتی تھی۔ ڈاکٹر سمرنی نے اپنی غیر معمولی تحقیقات کے دوران میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی ذہیز مادہ سے کوئی نر جنینی کرے تو اس کا اثر تین یا چار نسلوں تک باقی رہتا ہے اگرچہ یہ سبب دیگر نرؤں کے ہوں۔

تمام فریادہ جمل محققین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سلسلہ تاثیر کا ہر دستور حیوانات میں رائج ہے وہی جو بینہ افراد انسانی میں کبھی کبھی رونما ہو جاتا ہے چنانچہ وہ اس کے متعلق بیوہ عورتوں کی ایک کثیر تعداد ثبوت میں پیش کرتے ہیں جھگے دوسرے شہر کے بچے کم دیش پہلے شہر سے مشابہت رکھتے تھے۔ زندہ اجسام میں تسلسل مخلوقات کا قانون ایک فطری قانون ہے جس کے ایسا یا توڑ نہیں کے نتیجی اشتراک سے برابر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس میں اصلیت زن و شوی سے والدین کے صفات و خصوصیات اولاد کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں انتقال

خصوصیات کی دو قسمیں ہیں نمبر اور اراثت جہانی نمبر ۳ وراثت دماغی۔

اولاد

طاق مور والدین کی اولاد

اعضاء کی ساخت اور جہانی مہبت میں جہانی وراثت کا عام قانون اثر انداز ہوتا ہے چہرہ اور بدن کے علامات جہانی ساخت اور رنگ سب اس کلیہ کے ماتحت اثر پذیر ہوتے ہیں کسی قوم یا خاندان کے افراد میں اسی کی وجہ سے تشابہ ہوتا ہے۔ اولاد کی تشابہت والدین کے ساتھ ہونی چاہیے اصلی باعث ہے۔

اعضاء کی ترکیب دیگر بدنی خصوصیات تناسب یا عدم تناسب مزاج متعلق ذاتی اور مخصوص قابلیت میں بھی اس قانون کو بڑا دخل ہے جس خاندان کے اسلاف کی عمر زیادہ ہوتی ہو تو وہ طول عمر کی قابلیت رکھتا ہے اس کے برعکس جن شخصوں کی عمر کم ہو صحت پایہ اعتدال سے گری ہوئی ہوگی ان کی اولاد بھی اس سے ضرور اثر پذیر ہوتی ہے اور یہی کیفیت ان کی بھی ہوتی ہے صحت خراب ہو کر قبل از وقت پنجہ اجل میں گرفتار ہو جاتے ہیں اگر اتفاق سے موت کا تیر ٹھیک نشانہ نہیں پڑتا اور یہ بچ جاتے ہیں تو اس کی وجہ صرف ان کی غیر معمولی نگہداشت اور حفظان صحت کے اصول کی پابندی ہوتی ہے۔

والدین سے اولاد میں منتقل ہونیوالی سب سے بڑی چیز اعضا کا تناسب یا عدم تناسب اور جن و جنس ہے قوت و کمزوری کو بھی اسی کے ذیل میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ہم ہتھیار شواہد پیش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر گھوڑوں میں زیادہ کمزور اور لست قامت ہوں تو طاقتور جسم نسل بھی نہیں پیدا ہوتی ہے افراد انسانی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اگر والدین کمزور ہوں

باسم ان کی عمر میں کوئی تناسب نہ ہو تو عموماً طاقتور اولاد پیدا نہیں ہوتی، افزاد بشری کی جہانی کمزوریاں اور ناموزونیاں روز بروز ان بڑے بڑے شہروں میں بڑھتی جاتی ہیں جو کثرت آبادی کے اعتبار سے مائے ناز خیال کئے جاتے ہیں صحت خراب لاغر اندام لپٹ قامت اعضا ذخیر متناسب اور بد صورت یہ بڑے شہروں کے خصوصی نتائج ہیں۔

دیگر حیوانات و نباتات کے برعکس انسان کے پاس ایسے کثیر ذرائع موجود ہیں جن سے مختلف ہلک امراض کے مریضوں کی خدمت کیجاتی ہے اور اگر ان بیماروں کی غیر معمولی بیماری کو کسی شفا خانہ یا دارال علاج میں جانے اور رہنے پر مجبور نہ کیے تو بغیر کسی روک ٹوک کے آپس میں یہ سلسلہ ازدواجی قائم کر لیتے ہیں بڑے بڑے شہروں میں سے ہر مقام پر کثرت سے ہسپتال اور شفا خانے بنے ہوئے ہیں جنہیں ہزاروں مریض اقامت گزریں ہوتے ہیں چنانچہ لندن کے دائرۃ العلاج میں تیس ہزار مریض موجود ہیں جن میں سے اٹھائیس ہزار اپنے بلے مریض والدین کا شرہ ہیں اور باقی دو ہزار تندرست والدین کی اولاد ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام جہانی انحطاط کا باعث وہی بد اعتدالیاں ہیں جو جہانی کے زمانے میں صادر ہوا کرتی ہیں بلکہ اس کا ایک سبب زوجین میں سے کسی کا صنعت اور عمر و سن کی عدم مناسبت بھی ہے اس معاملہ میں مرد زیادہ قابل ملامت ہیں۔ چنانچہ لاسیڈینی قوم نے اپنے بادشاہ شلیاس سے صرف اس بنا پر ہوا خذہ کیا تھا کہ اس نے ایک لاغر اندام نحیف الجثہ عورت سے شادی کی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی عورت سے کمزور اور نحیف الجثہ نسل ہی پیدا ہو سکتی ہے جو اہل سبارطہ جیسی حین طاقتور قوم کی حکمرانی کے لئے کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ سبارطہ کا قانون تھا کہ خواستگار ان ازدواج میں

عورت و مرد دونوں کی صحت بالکل کامل ہونی چاہیے اگر کوئی شخص کسی بیماری میں مبتلا ہوتا تھا تو اس کو شادی کی ہرگز اجازت نہ تھی اس قانون کی غرض صرف یہ تھی کہ آئندہ بھی ایسی طاقتور نسل پیدا ہو جو وطن مانوسے دشمنوں کی مدافعت کر سکے۔ خیر اگر اہل سباطہ کے اصل نقطہ خیال سے قطع نظر ہی کیا جائے تو اس قانون سے زیریں نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ تمدن اور سہیت اجتماعی کی ترقی مختلف امراض کی گرانباری سے انسان کی سبکدوشی وغیرہ لازمی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں سلسلہ ازدواجی قائم کرنے کے لئے اولین شرط دماغی و جسمانی صحت ہے یونان کے بعض خاندانوں میں خوبصورتی اور تناسب اعضا کا سلسلہ موروثی ہوا کرتا تھا۔ کیسیا ڈیٹام سہ صدوں سے امتیازی جن رکھتا تھا اور اس کے آباء اجداد خوبصورتی میں شہرت کا ملہ رکھتے تھے۔ ارسٹوفان بزنطی نے بیان کیا ہے کہ قمرشہ کی حسین ترین لائس نامی عورت شارمیدس کی لڑکی تھی شارمیدس کو اس کے جن کی وجہ سے قوم نے ابن زہرہ کا لقب دیدیا تھا اسی طرح ایتھان کی مایجن وناز سٹرائٹنٹس نامی عورت ڈیٹراویس بونیورسیٹ کی لڑکی تھی یہ شخص بھی جن میں امتیازی شہرت رکھتا تھا۔ بارباروس جس کو فرانسیسی اپنے زمانہ کا بابولون کہتے تھے ایک حسین ترین فرانسیسی عورت کا لڑکا تھا جزیرہ کریٹ (اقرطیش) کا تہائی قانون تھا کہ جبکی روسے حسین ترین مردوں کی ممتاز ترین جن رکھنے والی عورتوں سے جبراً شادی کرائی جاتی تھی تاکہ رفتہ رفتہ سلسلہ جمال محدود نہ ہو جائے۔

علامات کیونکر منتقل ہوتے ہیں
علامات خوبصورتی کے ہوں یا بد صورتی کے ہر صورت آئندہ نسل میں منتقل

ہوتے ہیں۔ رومانیہ کے ایک خاندان کی ناکیں چونکہ بڑی ہوتی تھیں اس نے ان کو نکیلے کہتے تھے ایک اور خاندان تھا جن کے لب مونٹے مٹھے ہوتے تھے

اس لئے ان کو مشفقین کہا جاتا تھا (شفقت ب) میلانویں برہوں اور برونیہ خاندانوں کی تیلی ناک کا ہونا امتیازی خصوصیت تھی۔ اسی طرح بعض خاندانوں میں پیشانی و مست ٹھوڑی کی پستی آنکھوں کی تنگی باجھوں کی کشادگی مخصوص علامت ہوتی ہے خاندان غیر کے تمام افراد منہ اور کانوں میں باہم شبابہ ہوتے تھے مانیرنی خاندان کی پیشانیاں چوڑی ہوتی تھیں۔ اسی طرح دیگر اعضاء کے اتھال کا بھی انتقال نسلی ہوتا ہے اگر کسی خاندان کے اسلاف کا سر بڑا ہوتا ہے تو ان کی اولاد کی بھی یہ سر کی کلافی قائم رہتی ہے جن اسلاف کا چھوٹا سر ہوتا ہے ان کے اخلاف میں بھی یہی وصف برقرار رہتا ہے ہاتھوں اور پاؤں کا لمبا پن اور ناموزونیت بھی اسی طرح منتقل ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان کا حجم و رسم و علامت سب انتقال پذیر ہیں۔

قد کی وراثی یا پستی

اس وصف کا انتقال بہت شدید پذیر ہے اگر والدین کا قد بڑا ہو تو اولاد بھی دراز قد ہوتی ہے

اور اس کے برعکس خلاف نتیجہ پیدا ہوتا ہے اسی بنا پر فریڈرک اعظم کے والد نے جبارہ کے ایک فرقہ کو جمع کر کے حکم دیا تھا کہ ہر شخص اپنی ہم قدر عورت سے شادی کرے۔ چند سال ہوئے ایک انگریزی صحیفہ میں بیان کیا گیا تھا کہ ایک شخص کا عدالت میں پیش کیا گیا جس کا قد چھ فٹ چھ انچ تھا اس سے مختلف سوالات کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے والد کا قد چھ فٹ تین انچ تھا اور والدہ کا قد چھ فٹ تھا۔ اس کے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں جن کے قدوں کی وراثی کا میزانیہ ۶ فٹ ۸ انچ ہوتا تھا حیوانات کی پرورش کرنا والے مثلاً نقویل برنسیس فاولر اور ڈاکٹر ڈائنی مختلف ذرائع کے استعمال سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر حیوانات کے کسی عضو کو نو سے روکنا ہو یا زیادہ بڑھانا ہو یا کسی ساخت کا جارا گنا حجم زیادہ کرنا

ہو تو یہ نامکن امر نہیں ہے اور پھر دوشبٹوں کے بدن ان کی نسل میں اسی قسم کے
حیوانات پیدا ہونے لگیں گے۔

زیادہ موٹا ہونا انسانی موروثی خصوصیات میں سے انتقال نسلی اس وصف
میں بھی بار بار ملتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ کاہلی بیکاری

غذا کی کثرت اور ورزش کی کمی سے یہ بچاؤ مولوں فرہی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن
اگر عمومی نظر ڈالی جائے تو اس غیر مناسب فرہی کا سبب وہی انتقال موٹائی ہے۔

انتقال رنگ جس طرح اشکال و علامات انتقال پذیر اشیا میں اسی
طرح رنگ بھی ایک موروثی وصف ہے ہر جنس میں

ایک مخصوص مقدار رنگ کی پائی جاتی ہے اور یہ مقدار نسل در نسل منتقل ہوتی
جاتی ہے۔ پرندوں پھولوں اور ذراعت کے محققین جانتے ہیں کہ ایک قسم کی

مختلاف پیداوار کے باہم ملائے سے کتنے رنگا رنگ کے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ موجودہ
دنوں میں جنس بشری کے مختلف انواع و اقسام کے امتزاج ازدواجی سے

مختلف نوعیت کی صفیں پیدا ہوتی ہیں۔ خاک کی رنگ سیاہی و سپیدی کے باہم ملنے
سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ خاک کی رنگ سپید و خاک کی رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ سیاہ و سپید کے ازدواجی اختلاط سے
بعض اولاد میں کبھی اس کا اثر پیدا ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا ہے چنانچہ

ایک رنگی نے برلن کی ایک گوری عورت سے شادی کی تو چار لڑکے گورے اور
سات لڑکیاں گندمی رنگ کی پیدا ہوئیں۔ پیرس کی ایک دردن کے ایک

صفتی سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ پہلے کا رنگ سیاہ تھا دوسرے کا گندمی اور
تیسرے کا سپید۔ لیکن اس قسم کے واقعات شاذ و نادر کے ذیل میں شمار کریں گے

لائق نہیں لیکن دائرہ امکان سے خارج نہیں ہیں۔

جہانی ساختوں میں بھی سلسلہ انتقال جاری ہے اور جہانی
انتقال مزاج کوائف کی تبدیلی و اختلاف سے مختلف مزاج پیدا ہوتے

ہیں دموی صغروئی سوداوی اور ملینی ہونا اسی کا ایک مخصوص اثر ہے۔ اور یہ تمام
 مزاج انتقال پذیر ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو مختلف مزاجوں کے ملنے
 سے ایک مشہر مختل مزاج پیدا ہوتا ہے اور یہ عموماً مفید ہوتا ہے کیونکہ مختلف
 مزاج والوں کے ازدواجی تعلق سے بچہ نہایت خوبصورت اور بہتر پیدا ہوتا ہے۔

وراثت حمل بعض عورتوں میں نسل افزائی کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے
 اور یہ قابلیت ان کو بطور میراث کے منتی ہے لیکن لے ایک

غزیاو حیل تالیف میں بیان کیا ہے کہ مانس عورت کے ۲۳ بچے پیدا ہوئے ایک
 یعنی عورت کے دو شوہروں سے ۲۸ اولادیں ہوئیں۔ ابن کونڈہ نیز اس کے
 پوتے کے ادنیٰ بچے ہوئے بغیر چار لڑکوں کے ۴۹ بچے تھے لوئیں ۸ بچوں کا
 باپ تھا الیاس نے ۲۳ بچے چھوڑے۔ ایک دستقانی عورت کے ۱۵ سال کی
 مدت میں دس مرتبہ بڑواں بچے ہوئے جنکی مجموعی تعداد ۲۸ تھی۔ بوروخ نے
 ذکر کیا ہے کہ ایک عورت کے ۲۴ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں پھر ان لڑکیوں سے
 ۷۶ بچے ہوئے جن میں سے ۶۰ لڑکے تھے۔ جیروں نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت
 کے ۲۴ بچے تھے اور اس کی پانچ لڑکیوں سے ۶۶ اولادیں ہوئیں۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ تعداد اولاد میں وراثت کو کافی
 دخل ہے اور اس کے برعکس لاولدی اور بندش نسل بھی ضرور انتقال پذیر ہے۔

وراثتی عمر ایک حقیقت ثابت ہے جس کے تسلسل کا کوئی ہوشمند
 شخص منکر نہیں ہو سکتا بشیہ راجحات ہر زمانہ میں اس قسم
 کے پیدا ہونے رہتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وراثتی عمر بعض خاندانوں کا

مخصوص وصف ہوتا ہے جو اسلاف سے اخلاف کی جانب منتقل ہوتا رہتا ہے اس کے برخلاف بعض خاندانوں کے ارکان سن کمال کو پہنچنے سے پہلے ہی ہار جاتے ہیں۔ ہنگامی میں جان روپر کے خاندان کے بانی کی عمر ۷۲ سال ہوئی اور اس کی بیوی کی ۱۶۴ برس اس کے انتقال کے وقت اس کا بڑا بیٹا ۱۱ سال کا تھا اور چھوٹا بیٹا سو سال کا۔ بولونیا میں صلاح نیز اس کا والد ۱۵ برس تک زندہ رہا۔ تو اس بارے ۱۶۸ سال کی عمر پائی اور اس دوران میں اس نے تخت انگلستان کے دس شہنشاہوں کو یکے بعد دیگرے دیکھا اور جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے کی عمر ۱۲ سال کی تھی یہ تمام واقعات گو عقلاً ممکن ہیں لیکن شک کہ ان میں بڑی گنجائش ہے، ہم یہاں صرف ایک نادر ترین واقعہ بیان کرتے ہیں جو دلچسپی سے غالی نہیں ہے اور ان تمام افراد انسانی کے ذکر کو قلم انداز کرتے ہیں جو حیات طبعی کی حدود سے بہت زیادہ آگے بڑھ گئے تھے اور جو لائی سن کا ذکر ہے کہ کرونیال ڈرمانیاک پیرس کے ایک محلہ سے گزر رہا تھا اتفاقاً ایک اکیاسی سال کا بڑھا بھی اپنے گھر کے سامنے کھڑا رہا تھا اس نے پوچھا بھائی کیوں رستے ہو پڑے نے ایک اور شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ میرے والد نے مجھے مارا ہے اس کے والد کی عمر ۱۰ سال کی تھی جب کرونیال نے اس کے باپ سے مارنے کا سبب دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس کو کیوں نہیں مارتا یہ اپنے والد کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آیا تھا (اس کے والد کی عمر ۱۵ سال تھی)

جسمانی اوصاف و عیوب کا اثر نوع بشری میں یہ انتقال و وراثت عام طور پر ہوتی ہے لیکن دیگر وراثتوں کی نسبت

سے اس کا وقوع بہت کم ہوتا ہے اور عموماً تو یہ صورت ہوتی ہے کہ خاندان کے کسی ایک فرد میں یہ وصف منتقل ہو کر پہنچ جاتا ہے اور باقی افراد اس سے محفوظ رہتے ہیں جب

اعضار کی ناموزونیت جنافی عیوب و نقصانات اعضا کی کمی بیشی اور دیگر تمام نادر
بدنی انتقال پذیر ہوتے ہیں اور نہیں بھی ہوتے اگر کسی شخص کے ہاتھ پایا وں میں چھ
انگلیاں ہوں تو ممکن وجہ اس ہے کہ اس کے پیچھے بھی چھگے ہوں۔ لیکن اس کا بیان ہے
کہ چونکہ کا یوس ہوا ٹیاس کی انگلیاں تعداد مخصوص سے زیادہ تھیں اس نے اسکی
رٹکیاں بھی اسی وصف سے متصف تھیں۔ یعقوب روپی کو چھنگا ہونا والدہ کی
میراث میں ملا تھا ڈاکٹر بوراخ نے اس قسم کے چند واقعات نقل کئے ہیں۔ فان
ڈر باگ نے دو سپانوی خاندانوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے آٹھ رٹکوں کی متعدد
انگلیاں تھیں ڈاکٹر مارک کا بیان ہے کہ ایک خاندان میں تین پشتوں تک
تمام نرینہ اولاد کی ناہیں بہت بڑی تھیں۔ جیرووی کی تحقیق ہے کہ کبھی الیا بھی
ہوتا ہے۔ کہ پوتے میں داوا سے اس قسم کے اوصاف و اوضاع منتقل ہوجاتے
ہیں اور باپ ان سے محفوظ رہتا ہے۔ ہونٹ کا ٹکڑا جانا تو بہت زیادہ متعلق
پذیر ہے۔ اندھا بہرا ہونا سونگنے کی حس نہ ہونا وغیرہ یہ تمام اوصاف انتقال پذیر ہیں۔
بعض اشخاص کے اعضا میں غیر معمولی حادثات کیوجہ سے کئی نقصان پیدا ہوجاتا
ہے اور یہ نقصان اگرچہ اولاد کی طرف شاذ و نادر طور پر منتقل ہوتا ہے لیکن پھر بھی اسکی
کافی نظیریں موجود ہیں۔ بوہرٹ نے اس طرح کے بہت سے شواہد غریبے ہیں
چنانچہ ایک آخری قصہ بیان کیا ہے کہ ایک مزدور کے کام کے دوران میں انگوٹھے
کے پاس کی انگلی کٹ گئی اس کے بعد اس کے دو رٹکے ہوئے اور دونوں کی وہی
انگلی کٹی ہوئی تھی جب اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے دوسری شادی کی
دوسری بیوی سے دو رٹکیاں اور ایک رٹکا پیدا ہوا لیکن سب کی وہی انگلی
نادر تھی۔

طوبہ بس نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ ایک جوان عورت اپنے بیچ سالہ

لڑکے کے منہ میں سرسپان دیکر کھیل رہی تھی اتفاقاً ایک مرتبہ لڑکے نے سرسپان کو
 چبا کر کاٹ ڈالا اس کے بعد اس عورت کی چند لڑکیاں ہوئیں جنہیں سے کسی کا تو دعائیں
 پستان کا سر نہ تھا اور بعض کا بائیں طرف کا نہ تھا ایک خاندان میں لنگڑا پن موروثی
 تھا چنانچہ اسی خاندان کے ایک تندرست صحیح سالم شخص کے چند سالم لڑکے اور ایک
 لنگڑی لڑکی پیدا ہوئی پھر جب اس کے لڑکے کی شادی ہوئی تو ایک لنگڑا لڑکا اور
 لنگڑی لڑکی پیدا ہوئی لیکن لڑکے میں لنگڑا پن کسی قدر کم تھا۔ اسی طرح ضعیف بنیائی
 اور قوت شامہ کا فقدان بھی موروثی ہوتا ہے نیز دیگر عصبی امراض یا کسی چیز سے
 نفرت اور طبیعت کی پریشانی بھی منتقل ہوئی والی چیزوں میں سے ہے جاک شاہ
 انگلستان کے سامنے جب لنگی تلوار آتی تھی تو وہ بیہوش ہو جاتا تھا اس کی وجہ یہ
 تھی کہ دوران حمل میں اس کی والدہ ناری سنوارٹ نے بچہ کیجا کہ ایکو بس کے چند شرار
 باجم تلوار نا ہتھیاروں سے لڑ رہے ہیں جنگی وجہ سے اس کو بھی چند خفیف زخم آئے
 ایک جوان کی والدہ کو نہایت کھوٹا ہوا حقہ دیا گیا جسکی وجہ سے اس کی طبیعت میں
 اتنی دہشت ہو گئی کہ اگر کھوٹا سا حقہ بھی دیکھ لیتی تھی تو اس پر عشی طاری ہو جاتی تھی
 اور پھر اتر اس کے لڑکے میں بھی بدستور قائم ہوا ایک مرتبہ یہی شخص بیمار ہو کر اسپتال
 میں داخل ہو گیا ڈاکٹر نے حقہ دینا بخود کیا لیکن اس نے بالکل انکار کر دیا شروع ہانے
 لگا ہاتھ پاؤں اوپر اُدھر اُترنے لگا۔ ڈاکٹر نے مطلق پرواہ نہ کی اور زبردستی حقہ
 دیدیا نتیجہ یہ ہوا کہ چند منٹ بعد یہ جوان ملک عدم کو سہارا۔

جبکہ بعض حسد کینہ غصہ اور دیگر دمی ترین ذلیل اخلاق قابل انتقال ہیں
 تو بہترین اعلیٰ اخلاق تو ضرور منتقل ہو سکتے ہیں اور اسلاف سے اخلاق میں موروثی
 تاثیر کر سکتے ہیں پناہیں اگر فزیا لوجیکل قوانین و شرائط حکومت کی طرف سے تمام اقدام
 میں راج کر دیے جائیں تو اس سے ایسے اعجازنا افضل ترین حضائل کے رونما ہونے کی

اسید ہے جو ہزاروں درجے موجودہ اخلاقیات سے بہتر ثابت ہونگے ان سے دماغی خدمت میں کمی فاسد خیالات کی بیخ کنی اور طبیعت کے جوش میں سکون پیدا ہو جائیگا مختلف جوائنم کی طرف میلان دماغی کم ہو جائیگا اور اعلیٰ سوسائٹی و معاشرت کے ایسے کثیر نمبر پیدا ہو جائیں گے جو اس سے قبل دائرہ مدنیت و تہذیب سے بالکل خارج تھے۔

فطری اور دماغی خصوصیات کا اثر | قانونِ وراثت کے ذیل میں صرف جسمانی خصوصیات ہی داخل

نہیں ہیں بلکہ دماغی فطری اوصاف بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ دماغ دار شکاری خوب جانتے ہیں کہ جب تک شکاری کتے کے ماں یا باپ بہترین شکاری نہیں اس وقت تک یہ کتا شکار کرنے کی خدمت کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ جو کتا اپنے آپ کو پانی کے اندر ڈال دینے کا عادی ہے اُس کے بچے اُس سے زیادہ پانی میں گھسنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اگر گھوڑا عجیب الطرفین ہو تو بہت جلد مقررہ خدمت کے انجام دہی کے قابل ہو جاتا ہے۔ کانہ کا قول ہے کہ جن مقامات پر خرگوشوں کے پکڑنے کے لئے جال لگاتے ہیں وہاں پر سوسائٹوں میں سب سے والے چھوٹے خرگوش کے بچے بہت ہی زیادہ خوفناک ہوتے ہیں اور جن اطراف میں خسکروں کی رسائی نہیں ہوتی ہے وہاں پر خرگوش کے بچے بالکل بخوف ہوتے ہیں! مینہ بھی کیفیت افراد انسانی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دماغی اوصاف کا انتقال جسمانی وراثت کا نتیجہ ہے کیونکہ جب چہرہ کے علامات اوصاف کی کمی بیشی مزاجوں کا اختلاف اور دماغی ترکیب کا تفاوت متقل ہو سکتا ہے تو پھر جسمانی استعدادیں اور اخلاقی اور بنی خصوصیات تو بدرجہ اولیٰ قابل انتقال ہونی چاہئیں کیونکہ ان میں کا بڑا حصہ بدنی ساخت اور جسمانی وضع کا اولین اثر ہے۔ اور یہ ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ

شجاعت قوت اور صحت جیسے جسمانی اوصاف اور اس کے برعکس کمزوری بیماری اور دیگر بدنی عوارض سب کے سب قانون وراثت کے ذیل میں مندرج ہیں اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جسمانی صفات و علامات عادات و فضائل پر دلالت کرتی ہیں جس طرح ان کے حضائل در و زائل بھی والدین کے ذاتی عادات کا آئینہ ہیں۔ اگرچہ تربیت اور آموزی اور ماحول کی کیفیات بھی اولاد کی طبیعت پر اثر انداز ہوتی ہیں لیکن پھر بھی سرشتی ذوق اور طبی میلان والدین کے حضائل کا ایک پرتو ہوتا ہے اور انہیں کے ذاتی اوصاف کے مشابہ ہوتا ہے۔ ذہانت عقلمندی اور کند فہمی دیہون فہمی کے موروثی ہونے میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں جن والدین کی دماغی ترکیب اعلیٰ ہوتی ہے عقل تیز خیالات روشن اور وجدانیاں وسیع ہوتے ہیں اخلاق مہذب اور حضائل بہترین ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی عموماً دانشمند اور زیرک ہوتی ہے اور جو اشخاص بحر جہالت میں اور دائرہ غیبت میں گمے ہوئے ہوتے ہیں اکثر ان کی اولاد بیوقوف اور احمق ہوتی ہے۔ صفات تاریخ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کثیر خاندان گذرے ہیں جن میں پشت پر پشت تک عقلمند اور دانشمند ہوتے رہے اور ایسے ہی بہت سے خاندان تھے جن کے افراد تک بیوقوف اور سہمی غبی اور احمق رہے۔ وحشت بربریت اور جہالت ان کے امتیاز فرائد و سات تھے اور یہ تمام اوصاف لڑکے میں مان سے اور لڑکی میں باپ سے منتقل ہو جاتے ہیں

عربی کی مثل ہے الولد سر لابیہ

اگر کوئی شخص اس بحث کی خود تحقیق کرنی
اولاد باپ کا عکس ہوتی ہے چاہے تو اس کو مختلف اقوام کی تاریخ
کا مطالعہ کرنا چاہیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح لبض افراد عقلمند و دانشمند

فنون لطیفہ اور مختلف علم میں استیاری پایہ رکھتے تھے اسی طرح بعض افراد جو اہم کے ارتکاب بخش پستی بیوقوفی جہالت اور حماقت کی مرورثی پستی میں پڑے ہوئے تھے اس وراثت کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ والدین میں رفتہ رفتہ کمزوریاں ترقی پکڑتی جاتی ہیں اولاد کو ان کے نظری مرغویات سے روکتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں بھی اضمحلال اور ضعف نمودار ہو جاتا ہے۔

سمرۃ بالا قاعدہ پر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ بہت سے دانشمندانہ داروالدین کی اولاد بیوقوفی اور غباوت کے گہرے گڑھے میں گری ہوتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کی ذکاوت و ذہانت کو اولاد کے دماغی خصوصیات میں کوئی دخل نہیں ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں ایسا ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے تو نجابت میں اپنے والد سے بڑھ جاتا ہے۔ باقی کم عقلی یا بیوقوفی تو بہت ممکن ہے کہ اس کا باعث وہ عارضی اور بیرونی اثرات ہوں جن کو انسان کی اصلی ترکیب و ساخت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے مثلاً کسی شخص کی دماغی ترکیب اعلیٰ تھی بڑی بڑی امیدیں اس سے کی جاسکتی تھیں لیکن وہ مختلف امراض میں گرفتار ہو گیا یا مختلف شہوانیات و لذائذ کا دلدادہ ہو گیا جسکی وجہ سے اس کا ذرا متاثر ہو کر اپنی اصلی رفتار سے ہٹ گیا بلکہ ترقی سکس میں منہمک ہو گیا تو کیا یہ دماغی اثر اندوزی نقصان وراثت کا نتیجہ ہے نہیں ہرگز نہیں۔

مذکورہ فوق ضابطہ پر ایک یہ اعتراض بھی کیا جاسکتا ہے کہ زائدہ حاضر نیز قدیم زمانہ کے مشہور ترین افراد مثلاً سقراط افلاطون ارسطو کو فیہ برون وغیرہ جو اپنے اپنے دور کی مایہ ناز مہتیاں تھیں اور میں اپنی ذکاوت اور فطانت کا اپنی نسل کو جانشین نہ بنا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں صرف دماغی خصوصیت اور ذہانت ہی نہ تھی بلکہ ایک طبی جوہر فراست ایسا تھا جو کسی طرح قابل انتقال

نہیں۔ یہ جو ہر فراست ایک زمانہ میں شعلہ نور کی طرح چمک کر اپنے مظاہر میں جلوہ انداز ہوتا ہے اور دوسرے زمانہ میں بالکل چمچ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فراست کے پیدا کرنے کے لئے طبیعت و فطرت کو انتہائی طاقت صرف کرنی ہوتی ہے گو یا طبیعت اپنی اس مالا لبطاق کوشش سے تھک کر راحت و سکون حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ پھر اس سرور مذہبی جو ہر فراست پیدا کر سکے۔ اور ب سے زیادہ تعجب انگیز معاملہ طبیعت کا یہی سکون ہے جو تسلسل نسل کے درمیان واقع ہوتا رہتا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ سکون کے محض صرف یہ ہیں کہ اعضا اپنے اپنے کاموں سے کچھ مدت کے لئے صحت یا مرض کی حالت میں کننا کش ہو جائیں گویا کام سے ٹھہر جائیکہ نام راحت ہے اور بیداری سے رُک جائیکہ نام نیند ہے اسی طرح تسلسل نسل اور وراثت میں بھی ایک خاص توقف و سکون پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی نسلوں تک طبیعت کی یہ خواب و راحت قائم رہتی ہے تاکہ یکا یک پوری قوت کے ساتھ طبیعت بیدار ہو جائے عالم نباتات میں قویہ سکون بہت کثرت سے واقع ہوتا رہتا ہے اسی وجہ سے علماء نباتات اس سکون کو وراثت جود یا قانون رجی کے مختلف ناموں سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔

لڑکیوں میں باپ کی خصوصیات کا اثر اور لڑکوں میں ماں کی عادتوں کا اثر

ہم یہاں ایک مختصر فرمایا ہو چکی مقالہ بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ لڑکیوں میں باپ کی طرٹ سے اور لڑکوں میں ماں کی جانب سے مادی یا عقلی اثرات منتقل ہو کر آتے ہیں۔ لڑکیوں کا سرسینہ کی وضع اور اوپر کے اعضا باپ سے مشابہ ہوتے ہیں۔ رحم سحرہ اور زیرینہ اعضا میں ماں سے مشابہت ہوتی ہے۔ لڑکوں کی حالت اس کے برعکس ہے اس تقریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے عقلند ماں کے عقلند

لڑکے ہوتے ہیں اور لڑکیوں کو والد کی دماغی میراث ملتی ہے اسی طرح اگر زنیہ چڑواں
 اولاد ہو تو ماں کے مشابہ ہوتی ہے اور اگر تانشی شکل میں ظاہر ہو تو باپ کے مشابہ ہوتی
 ہے اور اگر چڑواں بچوں میں ایک مذکر ہو اور دوسرا مؤنث تو ایک ماں کے مشابہ ہوتا
 ہے اور دوسرا باپ کے۔ بوڑھے باپ اور جوان ماں کے لڑکے باپ کی کمزوری کے
 وارث ہوتے ہیں لیکن بہت سے اوصاف میں ماں سے مشابہ ہوتے ہیں اور اسکے
 عکس سے برخلات نتیجہ پیدا ہوتا ہے فیکڈ اذیر ڈیٹہ سانگلہ جیرودی بور وراخ اور ملر
 کی یہ رائے ہے کہ جنین کی صورت بنانے میں ماں کو اور آثار حیات پیدا کرنے میں
 باپ کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔ اب ہم بعض تاریخی واقعات پر یہاں روشنی ڈالتے ہیں
 جن سے ہمارے مدعا کی تائید ہوتی ہے۔

مشہور آدمیوں کی لڑکیوں کا حال جن عورتوں کے نام اتیک تاریخ
 کے صفحات میں علیٰ حروف سے لکھے

ہوئے ہیں اور جو اپنے زمانہ میں رسانی ذہن اور ذکاوت کے اعتبار سے مشہوری
 شخصیت رکھتی تھیں ان کو ہر قسم کے فنون میں دست گاہ یا سیاسی فلسفی اور ادبی قابلیت
 و استعداد اپنے والد کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ فیثاغورس کی لڑکی دامنوی
 طفولیت کے دہلے سے ہی اپنے بھائیوں کے لئے باعث رشک تھی کیونکہ تحقیق تعقیب
 کا مادہ اس میں کامل موجود تھا اس کے خیالات و وجدانات منظم اور با اصول تھے۔

لینیریس اور دیو جانس سرعین کا بیان ہے کہ اس لڑکی کا باپ ایک زبردست
 فلسفی تھا اسکی تالیفات ہمارے پیش نظر ہیں۔ حاتم طائی کی سخاوت تو ضرب المثل
 ہے اس کو سیر فضیلت ماں سے حاصل ہوئی تھی جکی سخاوت کی یہاں تک نوبت
 پہنچ گئی تھی کہ اس کے بھائیوں نے ماں میں دست اندازی یا تصرف کرنے سے
 قنطاری روک دیا تھا۔ حاتم کی لڑکی سفانہ نامی بھی بڑی فیاض تھی اگر اس کا باپ

اونٹوں کا کوئی گلہ اس کو دیتا تھا تو یہ بے درپے لوگوں کو بخش کر دیتی تھی۔
 یونان کے مشہور ترین سات حکیموں میں سے کلیو بیل حکیم کی لڑکی کلیو بیلیا تمام علم
 و اخلاق کی اپنے باپ سے وارث بنی تھی۔ ارثیا جھلنے زمانے کی مائے ناز و فخر عالمہ
 خاتون گذری ہے ارثیبہ ظریف کی بیٹی تھی ارثیبہ سقراط کا شاگرد اور
 قیرماتی فلسفہ کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ جنگیز خان کی ماں جنگ و جدال کی
 زیادہ دلدلہ تھی جس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ نظر کے سہنے ہے اس کی نسل میں
 تیمور لنگ تھا جو کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ افلاطون سولون کی اولاد
 میں تھا۔ نابلیون اعظم کے والد کا نام شارل بونا پارٹ تھا اور ماں کا نام لیٹریا
 رامولینی تھا۔ ذکا، فہم، دانش اور دیگر تمام دماغی آلات اس میں والدین سے منتقل ہو کر
 آئے تھے نیز مرض سرطان بھی اس کو باپ کی وراثت میں ملا تھا جس کی جان کا
 خواہاں ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ لاکھوں نظیریں تاریخ میں ایسی تھیں جن سے
 ثابت ہوتا ہے کہ فہم، دانش، نیز بخش پرستی اور فن و مخور لڑکوں میں ماں سے اور
 لڑکیوں میں باپ کی طرف سے منتقل ہو کر آتا ہے۔ صرف مذکورہ اخلاقیات یا زائد
 میں ہی تو اوٹ جاری نہیں ہوتا ہے بلکہ موسیقی، تصویر کشی اور شاعری جیسے فنون لطیفہ
 کی رغبت بھی سروروثی ہوتی ہے اسی طرح زبان کی طراری خوش گلو ہونا وغیرہ بھی
 قابل انتقال اوصاف ہیں اگر باپ خوش آواز ہو تو عموماً اس کی لڑکیاں خوش گلو ہوتی
 ہیں اور اگر ماں کی آواز گلو سوز ہو تو لڑکوں کی آواز دلکش ہوتی ہے۔ ڈاکٹر وقائے
 ایک حکایت نقل کی ہے کہ میری خادمہ تھی جسکی بیوہ گونی جنون کی حد تک پہنچ
 گئی تھی اس قدر اراحد زبان و دانش تھی کہ گفتگو کرتے وقت لوگوں کو جواب دینے کا سوش
 بھی نہیں دیتی تھی چار پائیوں دیواروں اور دیگر خانگی اسباب کو مخاطب کر کے کلام
 کرتی رہتی تھی اور اگر اس کو کوئی اپنی گفتگو کا مخاطب نہ ملتا تھا تو خود ہی مجنون کی طرح

بڑا اتنی اور کتنی تھی جب اس کی یہ لاعلاج بیماری قابلِ غفل نہ رہی تو میں نے اس کو ملازمت سے برطرف کر دیا اس کا خود اقرار تھا کہ اس کو یہ بیماری والد سے میراث میں ملی ہے۔ بہر حال مذکورہ اور غیر مذکورہ شواہد سے یہ امر یقیناً ثابت کہ پہنچ گیا ہے کہ لڑکیوں کو باپ کی میراث دماغی و اخلاقی ملتی ہے اور لڑکوں کو ماں کی۔ اگر اتفاق سے کہیں اولاد میں بعض عادات کا وجود ہو اور والدین میں ان کا کوئی نشان نہ ہو تو اس سے مذکورہ قاعدہ کو قابلِ نقض اور غلط نہ سمجھ لینا چاہیے بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ عادات دادا پردادا یا اس سے اوپر کسی طبقہ کے میراثی اوصاف ہوں۔ لیکن اس قاعدہ سے کچھ شواہد و نواور مستثنیٰ بھی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اشخاص کسی خاص فن یا علم میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں لیکن ان کے والدین ایسے نہیں ہوتے تو وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کے والدین بنیاد میں غافل نہ ہوتے ہیں ان کا مزاج معتدل اور دماغ جسم صحیح ہوتا ہے مگر وجہ سے ان کا عقلی دائرہ فترتہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مشہور اشخاص کی بزرگی و برتری انہیں سے شروع ہوتی ہے اور انہیں پر ختم ہو جاتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ روشن دماغ والدین کی اولاد غبی اور کند ذہن ہو لیکن یہ بقرہ کے خلاف ہے کہ کل بچوں کی اولاد غیر معمولی استعداد و قابلیت رکھتی ہو۔

خاندانی امراض کے اثرات | موجودہ زمانہ میں امراض کے متعدی ہونے سے کوئی عقل مند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ایک پیش پا افتادہ حقیقت ہو چکی ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ امراض کے متعدی ہونے کی چار صورتیں ہوتی ہیں (۱) علت و سبب کا انتقال (۲) اس کی علت کی قابلیت و استعداد (۳) مرض کے جراثیم (۴) وہ امراض جو منتقلہ امراض کی شناخت کے موجب ہیں۔ خنازیری اور سرطانی بیماریاں

اعضار کی کئی بیشی پیشاب کی لاہوں کے تمام امراض سل مرگی اعصابی بیماریاں
ہیوقنی پاگل پن حواس کا ختل ہو جانا اور شعور وغیرہ کا باطل ہو جانا یہ تمام متعدی
امراض اور منتقل بیماریاں شمار کی جاتی ہیں جو اسلاف سے احداث میں منتقل ہو کر
پہنچتی ہیں۔ دماغی آفتوں کا انتقال تو خصوصیت کے ساتھ ہوتا ہے ڈاکٹر جیر و نے
اپنی تالیف میں کچھ واقعات نقل کئے ہیں جن سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ
اگر باپ دادا کا دماغ خراب ہو تو لڑکیوں کے دماغ بگڑ جانے کا باعث ہوتا ہے اور
اگر ماں کے حواس ختل ہوں تو لڑکے کے دماغ بگڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بلاسپیر وٹا
کی تالیف وراثت کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ افراد انسانی کے لئے صرف
یہی کافی مصیبت نہیں ہے کہ مختلف جسمانی امراض کا نشانہ بن کر رہ جائے بلکہ
سب سے بڑی بدبختی تو یہ ہے کہ دماغی آفات کا انتقال سروروثی بھی اس کے ذہن
کو نہیں چھوڑتا ہے۔

جرائم وغیرہ کی وراثت بھی ایک ثانیہ حقیقت ہے چوری خود کشی لوٹ قتل
اور تمام جرائم قائم قانون انتقال کے ماتحت سلف سے حلف کی طرف منتقل ہوتے
ہیں ہمارے سامنے چوروں قاتلوں اور لٹیروں کا سب سے بڑا جبریل و نسب نامہ
تاریخ ہے تاریخ کے تمام صفحات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم پیشہ طبقہ کے آباء
بھی کم و بیش اس قسم کے جرائم کے عادی رہتے تریبی ہر اکلیدی اور اوقادیلون
کی تاریخ پڑھو جن میں زہر خورانی اور قتل کی بشمار وارداتوں کا تذکرہ ہے۔ نیٹوس
کے زمانہ سے سلوقیوں کے آخری دور تک شاہان اشور و مصر نے کیسے کیسے جرائم
کا ارتکاب کیا شاہان فارس کی تاریخ میں قتل کی کس قدر زبردیں سرخی ہے۔ قیصر
روم اور خلفاء اسلام کا حکم بھی قتل کے محور پر ہوتا ہے جو آج تک ایشیائے
مشرقیہ کے بادشاہوں کا قابل افتخار وصف چلا آتا ہے۔ آخر میں مختلف حکموں کے جرائم پیشہ

طبقة کے رجسٹروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حکام نے غیر معمولی نفیشتی کی تو ثابت ہو گا ان مجرموں کے والدین یا دادا پر دادا بھی ان جرائم کے مرتکب تھے اگرچہ ہم وزو اٹلیں کی اس رائے سے متفق نہیں ہیں کہ جرائم پیشہ شخص کا بیٹا بھی ضرور مجرم ہوتا ہے تاہم ہماری پیرائے ضرور ہے کہ جن خاندان میں مجرم اور انسانیت سوز اخلاق رکھتے والے لوگ موجود ہوں اس سے علیحدہ رہنا ہی نجات و سادت کا موجب ہے۔

انتقال امراض کا دائرہ تسلسل بالکل غیر منظم ہے ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی خاندان کے تمام ارکان منقولہ مرض میں مبتلا ہو جائیں اسی طرح انتقال امراض کی رفتار بھی بالکل مسلسل نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی نسل در نسل متواتر طور پر انتقال ہوتا ہے اور کبھی درمیانی ایک دو یا زیادہ پشتیں چھوٹ جاتی ہیں اور پھر اصلی مرض کا ظہور ہوتا ہے مثلاً جو والدین سل کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں ان کی اولاد نہایت تندرست اور صحیح سالم ہوتی ہے بعد ازاں ان کی اولاد سل میں ہو کر نو خیزی ہی کے زمانہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتی ہے۔ ایک شخص کو مرگی ہوتی ہے اسکی لڑکی کو بھی یہی بیماری ہوتی ہے اور پھر نواسا بھی اس سے محفوظ نہیں ہوتا۔ بعض خاندانوں میں نفرس اور روماتزم کی بیماریاں ایک دو پشت تک خفی رہتی ہیں اور پھر آئندہ نسل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ درحقیقت یہ سلسلہ حوادث اس وقت جاری ہوتا ہے کہ بیماری کے جراثیم کسی بچہ میں موجود ہوں اور ان کی کوئی خاص نگہداشت و پروانہ کیجائے ایسے بچے کے سرپرست کیلئے لازم ہے کہ فوراً کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر سے رجوع کرے تاکہ ان مژدی براسیم کی پوری بیخ کنی ہو جائے۔

ہولناک امراض سے محفوظ رہنے کا طریقہ
امراض متعدیہ کا علاج
دائرہ دفعہ پر ہے۔

(۱) حفظ ما تقدم یا وقت سے پہلے تدبیر یہ تو ان لوگوں کے لئے مناسب ہے جنکی شادی نہ ہوئی ہو اور آئندہ ہونے والی ہو۔ (۲) مرض پیدا ہونے کے بعد اس کا علاج۔ یہ پیدا ہونیوالی نسل سے متعلق ہوتا ہے۔

حفظ ما تقدم جو اصحاب کسی متعدی مرض میں مبتلا ہوں ان کو شادی نہ کرنا چاہیے بشرطیکہ ان کی حالت شفا یاب ہونے کے قابل نہ ہو کیونکہ

بلاشبہ ایسے امراض اسلاف سے اخلاف تک پہنچ جاتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم عیب اور حکومت کی حماقت ہے کہ جو حیوانات و مویشی تندرست ہوں ان کی خرید و فروخت تو ممنوع قرار دیا جائے اور نکاح و شادی کے معاملہ میں تمام عیوب و نقائص سے چشم پوشی اور مسامت کو کام میں لایا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی نظر میں چوپائے انسانوں سے زیادہ وقعت و اعزاز رکھتے ہیں ورنہ اس تسامح اور چشم پوشی کے کیا سنے

ہم دیکھتے ہیں کہ والدین اپنی اولاد کے نقائص و امراض پر پردہ ڈال کر ان کی شادی کر نیکی کو شش کرتے ہیں جو نوخیز عورتیں خنادر کٹھ مالا سیدان و طبوت ہشتر یا یا کسی دیگر

اصحابی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں ان کی شادی ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو چاہی آئندہ فرسین حیات کو تمام امراض سے مبرا اور محفوظ سمجھتا ہے۔ اس کے برخلاف نامرد مرگی زدہ یا کسی دیگر بدترین مرض کے بیمار کو ایسی عورت سے منسوب کر دیتے ہیں کہ اگر وہ کو اپنے شوہر کی ان مہلک بیماریوں کی اطلاع ہو جائے تو کسی طرح اس کے قریب جانا بھی پسند نہ کرے اسی ثیل میں بہرے اندھے و سواسی عقل الجواس اور آفت الدلع بھی داخل ہیں جنکی نصیر

اطلاع و اطہار کے شادیاں کر دیا جاتی ہیں۔ حکومت کے لئے بہت ضروری و لازمی ہے کہ مذکورہ امراض پر پردہ ڈال کر شادی کرنے والوں سے سخت مواخذہ کرے۔ اور رشتہ ازدواج کو فوراً قطع کرادے۔ ایسی بہت سی

اقوام ہیں جن کو ہم تہذیب و مدنیت کے ذریعہ ارتقائی سے گرا ہوا خیال کیا

لیکن ان کے قانون و ضوابط ہمارے وضعی آئین سے بدرجہا اعلیٰ و برتر نظر آتے ہیں ہم جنیوں وغیرہ کے تمدنی قانون کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو اس میں ایک دفعہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ اگر والدین نے اپنی لڑکی کے امراض پر پردہ ڈال کر کسی ناواقف شخص سے شادی کر دی ہو تو حکومت فوراً سلسلہ زوجیت کو قطع کرادے۔

والدین اور بچوں کیلئے ضروری ہدایات بچوں کی پرورش

۱، ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کو ایسے حادثے سے بچایا جائے جن سے ان کے جسم کو ضرر پہنچے یا ہاتھ پاؤں کے بیکار یا جان کے جانے کا اندیشہ ہو

(۲) ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کی صحت قائم رہے۔

(۳) ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کے قوائے مشاہدہ کو رفتہ رفتہ ترقی ہوتی رہے۔

(۴) ایک غرض یہ ہے کہ ان اشیاء کا علم جو اس کے گرد و پیش ہیں بڑھتا جائے۔

(۵) ایک غرض یہ ہے کہ بچوں کو ماں باپ اور استاد یا حاکم کے حکموں کی تعمیل اور فرمانبرداری کی عادت پڑ جائے۔

(۶) ایک غرض یہ ہے کہ وہ خوش حرکات، آداب مغل سے آشنا، نیک خصلت اور اچھے چلن کا نیلے

۱، مختصر یہ کہ بچوں کو اس دنیا میں رہنے کے لائق بنا یا جائے جس میں جو ان ہو کر ان کو گزارا کرنا ہے اور ان کو اس قابل کر دیا جائے کہ وہ دنیا میں سہولت اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

یہ باتیں یاد رکھو کہ بچوں کو کسی بات سے نہ روکو۔ بجز ایسی صورتوں کے کہ جب سروں کو یا اپنے آپ کو نقصان پہنچانا چاہیں

غذا یہ بات طبی طور پر ثابت ہے کہ بچہ کو جس زمانہ میں وہ پڑھتا ہے۔ ایسی غذا کی جس سے نوکوترقی ہو۔ بہ نسبت اس بڑے آدمی کے جس کا زمانہ گزر چکا ہے زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے محض چاول اس کی غذا کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ایسا ماناج جس میں نشاستہ زیادہ مثلاً گندم، نخود، ماش وغیرہ وغیرہ بچہ کی روزانہ غذا کا حصہ ہونا چاہئے یہ ضروری نہیں ہے کہ غذا زیادہ قیمتی ہو۔ لیکن ایسی ضرور ہو جس سے بچہ کا ڈیول بڑھے اور اس میں قوت پیدا ہو۔ وال دو دھڑی بھی کھلانا چاہئے۔

ورزش اس کے متعلق چند اصولوں کا سمجھ لینا ضروری ہے

(۱) بچوں کی تندرستی کیلئے ورزش لازمی چیز ہے

(۲) ایسی ورزش جس کو بچے اپنی مرضی سے بے کیے اختیار کریں۔ بہتر ہے جس قدر خود اپنی مرضی سے اختیار کریں اسی قدر بہتر ہے۔

(۳) یہ ورزش جس قدر زیادہ خوش کرنے والی ہو اسی قدر بہتر ہے۔

(۴) جس قدر متضادے قدرت یہ ورزش ہو اسی قدر زیادہ مفید ہے۔

اس سے نتیجہ نکلا کہ محض جھناٹک کی ورزشیں اس قدر اچھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ بالعموم ان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں بعض حالت میں اعضا کو خلاف قدرت عمل میں لانا پڑتا ہے۔

ورزش آسمان کے نیچے جہاں ہوا صاف ہو کر فی جاہئے۔ یہ قیہ نہیں ہونی چاہئے کہ چھت کے نیچے یا گھر کے صحن میں ہو۔ ہوا ایسی صاف ہونی چاہئے جیسے کسی صاف ستھرے میدان کی یا سمندر کے کنارے کی ہوتی ہے۔

ورزش ٹھکنے سے پہلے چھوڑ دینی چاہئے ورزش کے بعد ہی فوراً بچے کو کھانا

نہیں دینا چاہئے اور نہ ہانے دینا چاہئے۔

لڑکیوں کے لئے بھی لڑکوں کی طرح ورزش ضروری ہے۔ ہندوستانی معاشرت میں اس بات پر کافی غور نہیں کیا گیا۔ جن لڑکیوں نے بچپن میں ورزش کی ہے۔ جو ان ہو کر بیاہ کے بعد وضع حمل میں ان کو آسانی ہوتی ہے۔ برعکس اس کے جنہوں نے لڑکپن میں بالکل ورزش نہیں کی ہے یا بہت کم کی ہے۔ وہ جو ان ہو کر نقیہ اور ناقوان ہوتی ہیں اور وضع حمل میں یا تسخت اذیت پہنچتی ہے یا جان ہی کو خطرہ پیدا جاتا ہے بچے قدرتی طور پر کھیل کود کر بھاگ دوڑ کر ورزش کر لیتے ہیں۔ قدرت ہی نے ان کے حفظ صحت اور نمو کے لئے یہ مادہ ان میں رکھا ہے۔ پس اس قسم کے اچھلنے کودنے بھاگنے اور دوڑنے سے ان کو روکنا بڑی غلطی ہے۔ بلکہ بجائے روکنے کے ان کو اس کا ہمیشہ موقع دینا چاہئے۔

گھروں سے باہر کھیلنے کے بہت سے ہندوستانی کھیل ہیں جن کو کھیل کر لڑکے اور لڑکیوں کی بخوبی ورزش ہو جاتی ہے۔ ان کھیلوں کو اس خیال سے کہ وہ پانے طریقے کے ہیں جو اب وضع کے خلاف معلوم ہوتے ہیں سرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔ وہ ہندوستانی بچوں کے مناسب حال ہیں۔ اور بچوں کو ان سے کافی خوشی اور ورزش میسر ہو جاتی ہے۔ بلکہ ان کھیلوں کی جگہ دوسرے کھیل قائم کرنے مشکل ہیں بالخصوص جہاں حقوق کی کمی ہے۔

آسایش کپڑے ڈھیٹے ڈھلے پونے چاہئیں۔ تاکہ اعضائے جسمانی کو اپنی حرکات میں کوئی چہر مانع نہ ہو۔ بالخصوص ہاتھ اور پاؤں کو اپنی حرکات میں بالکل آزادی رہے۔ بچہ جس کو حرکت کرنے سے کسی وقت جاگنے کی حالت میں سکون نہیں ہے۔ اس کے کپڑے ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ وہ کسی طرح اس کو حرکت سے روک دیں کسی کپڑے کا کوئی حصہ بھی ایسا تنگ و چست نہ ہونا چاہئے کہ بچہ کے دوران خون میں یا اس کے سینہ اور شکم کی قدرتی جنبشوں میں حائل ہو کر کسی حالت

میں کپڑا بدن پر کہیں ایسا کسانہ جائے۔ کہ اس کا نشان جسم پر پڑ جائے۔ اس قسم کے نشان اکثر لڑکوں کی کمر پر دھوئی کی بندش سے۔ یا لڑکیوں کے سینہ پر سینہ بند کو کس کر باندھنے سے پڑ جاتے ہیں۔ جو ان عورتیں سینہ بند بھی اکثر تنگ بنا کر پہنتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سینے کو چھینے میں رکاوٹ ہوتی ہے جس کی وجہ سے سینہ کی چوڑائی کم رہ جاتی ہے۔ اور تھک سستی خراب ہو جاتی ہے۔

بچھونا (اور لڑکوں کو ہتھک سونے کے لئے کپڑے) ان کے لئے بھی وہی باتیں ضروری ہیں۔ جو اوپر بیان ہوئیں۔ بچھونا یا رات کے اترے ہوئے کپڑے جنہیں پھر پہنا ہے۔ دن میں لپیٹ کر نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ ان کو دھوپ اور ہوا میں بھیلنا دینا چاہئے۔ تاکہ جو لباس ان میں ہنول جائے۔

یہ نہایت سخت غلطی ہے کہ بچوں کا منہ سوتے میں ڈھک دیا جائے کیونکہ اس میں وہ ہوا جو سانس سے باہر آئی ہے وہ چہرے کے قریب ہی رہتی ہے اور جو ہوا سانس سے باہر آئی ہے پھر اس میں سانس لینا تندرستی کیلئے نہایت مضر ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت

بچہ اپنے نشوونما کے وقت مختلف دوروں سے گزرتا ہے اس کی مثال انسان کی سی ہے۔ جو بالکل ابتدائی حالت سے ترقی کر کے اس کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہے۔ یہ نظریہ جرمنی کے ایک پروفیسر زلیرنے پیش کیا ہے۔ آپ جس زمانہ میں لیمک یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ اس وقت آپ نے اس مسئلہ پر غور کیا اور سوچا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر اس کا مذہب درست اور مفید اثر پڑے گا۔

نظر یہ جس بنیاد پر قائم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کے نشوونما کے مختلف دوروں میں ان کی طبیعت و فطرت کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔ اور اس کو انسانی تاریخ

کے مختلف ناولوں سے تطبیق دی جائے۔ بچہ اپنی ابتدائی زندگی میں کھیل کو اوجھل جانے کی جانب راغب ہوتا ہے۔ دوسروں کی تقلید کا جذبہ بھی اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ وہ بعض چیزوں پر قبضہ بھی کرنا چاہتا ہے اس لئے کہ اسے ان سے انس ہو جاتا ہے لہجے اچھے رنگ اسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بڑی اور سخت آوازوں سے گھبراتا ہے۔ بادل کی گرج بجلی کی کڑک اور چمک سے اس کے دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے۔ خیالی کھانیوں اور جھوٹے سچے قصوں کی صداقت پر اسے اعتقاد ہو جاتا ہے۔ اس کا وہم اور تخیل مکان کے ہر گوشہ میں اس کے سامنے رحمت کے فرشتے یا شیطان کی تصویر کھینچ دیتا ہے پھر ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ سیر و فساد نیزہ بازی اور دوڑ و دوپ کی طرف میلان ہوتا ہے۔ اپنے ہی بھائیوں اور بھینسوں سے جنگ و جدل کی ٹھیراتا ہے۔ رحم و انسانیت کا مفہوم تک سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے ضعیف الاحساس ارادہ کا کمزور۔ خواہشات کا غلام جس طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے اس طرف جھک پڑتا ہے۔ پھر ذرا کچھ اور ترقی ہوتی ہے تو سیر و تفریح کی سوچتی ہے اور بلا کسی قصد کے جنگلوں اور کھیتوں میں مارا مارا پھرتا ہے درختوں اور دریاؤں کو دیکھنے کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ایسی ایسی حرکتیں کرتا ہے۔ جن سے شجاعت و تہور کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے دل میں مشاہیر کی عظمت اور احترام کا جذبہ اور ان کے قدم اقدم چلنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے چیزوں کو جمع کرنے کی رغبت ہوتی ہے اور یہ حالت بالکل اس نیم تمدن انسان کے مماثل ہے جو کھیتوں، چراگاہوں اور مقامات کی تلاش میں جہاں غلہ پیدا ہوتا ہے اور رزق کا سامان ہوتا ہو سکتا ہے جس طرف کو منہ اٹھتا ہے چل دیتا ہے۔

پھر دیوان شباب کا زمانہ آتا ہے اس وقت گویا وہ علی زندگی میں داخل ہوتا ہے اب وہ ایسے کھیلوں کی جانب مائل ہوتا ہے جن میں امداد و اعانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ غور و فکر کی عادت میں ترقی ہوتی ہے دنیا کی بہت سی حقیقتوں سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ مذہبی امور میں غور کرتا ہے دل میں خدا کا خوف اور سببیت پیدا ہو جاتی ہے اپنے فرائض کا احساس اور اجتماعی قوانین کا احترام کرنے لگتا ہے۔ سیاسی، اجتماعی

اخلاق زندگی کا مفہوم سمجھتا ہے۔ اب وہ اس متبدل انسان کی مثال ہے جس نے باور پیمانی ترک کر کے مکانات میں رہنا اور معاشی امور میں ایک دوسرے کی مدد لینا شروع کر دی ہے اور دوسروں کے سہولت کا لحاظ کرنے لگا ہے۔ غرضیکہ بڑی حد تک اس میں تمدن آگیا ہے۔ ظاہر ہے اس نظریہ کو بہت اہمیت کی نظر سے دیکھا ہے بہت کچھ بحث و تحقیق کی گئی ہے۔ افرادی اور نوعی زندگی کی تبدیلیوں کو باسماں نظر دیکھا گیا ہے۔ بالآخر بحث و تحقیق کے بعد ان کی صحت کو تسلیم کر لیا گیا ہے مختصر طور پر ہم کی زندگی کے تین دور ظلم کئے جاسکتے ہیں۔

۱) جبکہ فطری خواہشات و جذباتی اور حیوانی قوت کا غلبہ خواہشات اور اہم پر اعتقاد اور دوسروں کی تقلید کا شوق ہوتا ہے (۲) اپنے ماحول سے آگاہی خارجی اشیا و کا غرور و فکر کی نظر سے دیکھنا۔ ملکیت اور کوین کی جانب میلان (۳) غرور و اہم مذہبیت کا زمانہ اس وقت ایسی باقول اور ایسی چیزوں کی جانب میلان ہوتا ہے جن کا تعلق عقل ہو۔ اجتماعی زندگی سے واقفیت و حیرت۔

مادری زبان کی تعلیم

جب بچہ اپنی مادری زبان اچھی طرح بولنا سکھے تو والدین یا استاد اس کی توجہ اس کو کتاب پڑھانے کی طرف ہونا واجب ہے۔ جو کہ پانچ برس کی عمر سے پہلے کبھی بھول کر بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اگر پانچ برس سے زائد ہو جائے تو بہتر ہے کتاب پڑھانے میں حسب ذیل باتوں کی طرف اس کی توجہ ہنایت ضروری ہے۔

(۱) کتاب کے حروف ہنایت نوٹ کرنا سونے لگے ہونے چاہئے کبھی نہ بولے سے بھی بچوں کے سامنے باریک حروف والی کتاب نہ لائی جائے۔ ورنہ ان کی آنکھوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

(۲) کتاب بچے کی نظر سے ایک فٹ کی حد سے زیادہ دور نہ ہو اس کا خیال بہت کم استاد کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صدمہ بچوں کی نگاہوں میں فروغ نہ آتا ہے۔

اور عیورائیکنگائی پڑتی ہے۔ ذرا ہی توجہ سے والدین اور استاد اس آنیوالی مصیبت سے بچوں کو بچا سکتے ہیں۔ میں نے خود ایک مرتبہ اپنے چھ برس کے بچے کو مکتب میں کتاب قریب کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ سخت تنبیہ اور تاکید کے بعد اس کی یہ خراب عادت چھڑائی۔ دریافت کرنے اور دیکھنے سے پتا چلا کہ استاد وجہ یک چشم ہونے کے خود کتاب نہایت نزدیک کر کے پڑھا کرتے تھے۔ جس کی نقل اتارنے کی خوشنکشی بچے نے کی۔ کیونکہ نقل اتارنے کی عادت بچوں میں قدرتی ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری فرض والدین اور استاد کا ہے کہ اپنی خراب عادتیں بچوں میں نہ آنے دیں جو کہ ان کی تعلیم کی طرف کافی توجہ رکھنے سے ہو سکتا ہے۔

(۳) پڑھانے میں سب سے ضروری خیال اس بات کا رکھا جائے کہ زیادہ سبق بھی نہ دے جتنا بچے خود کھیل کود کر یاد کر سکیں۔ استاد اتنا سبق دیوے۔ اور پچھنہری کا عدہ ہمیشہ دھیان میں رکھے۔

میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو والدین اپنے بچوں کو ان کی لیاقت سے زیادہ پڑھاتے یا پڑھواتے ہیں۔ یا لیاقت سے زیادہ اونچے درجوں میں بھرتی کرانا چاہتے ہیں وہ خود ان کی بڑھکھاری سے کاٹ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ امر سہل ہے کہ جب بچے کی استعداد سے زیادہ سبق دیا جائے گا وہ پڑھنے سے جان چڑائے گا۔ اور یاد نہ ہونے کی وجہ سے استاد اور دیگر ساتھیوں کی نظروں میں نکٹا شام کیا جائے گا۔ جس سے اس کی ہمت گرتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ کسی کام کا نہ رہے گا۔ اس لئے نہایت عاجزی سے میری درخواست والدین اور استادوں سے ہے کہ وہ اس بات کا بخوبی دھیان رکھیں۔

پڑھانے میں اس اصول کو ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جاننے والی چیز سے انجان چیز کا تصور کرایا جاوے۔ مثلاً زبان اردو کے حروف تہجی پڑھنا۔ مقصود ہے تو انڈے کی تصویر یا اصلی انڈا دکھا کر الف کا تصور دلانا۔ بطور تصویر یا اصلی لفظ دکھا کر تب کا تصور دلانا وغیرہ وغیرہ واجب ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ سب

حروف تہجی یاد ہو جائیں گے۔ اسی طرح شکل الفاظ کے معنی نہایت آسان طریقے سے سمجھائے جائیں۔

جب سب حروف خوب ذہن نشین ہو جائیں۔ تب لکھنا شروع کیا جائے لکھانے میں اس بات کا خیال ضروری رکھنا واجب ہے کہ قلم بہت موٹا ہو اور تختی پر لکھا جائے۔ تختی پختہ سیاہ رنگ کی ہو اور اس پر سفید کھر یا کوٹھک کر قلم سے لکھا جائے۔ روشنائی سے سفید تختی پر لکھنے سے بچے اپنے کپڑے اور جسم سیاہ کر لیتے ہیں۔

سب سے پہلے وہ حروف لکھوائے جائیں جو لکھنے میں آسان ہوں قلم کھڑا بیٹھنا۔ دوات رکھنا۔ تختی کا کچر ٹاؤ وغیرہ سب اوستا و بتلاوے۔ سمجھاوے اور پھر خود دیکھے کہ بچے اس کی بتلائی ہوئی ہدایت پر کام کرتے ہیں یا نہیں غلطی درست کرنے میں غصے کو ہرگز کام میں نہ لائے۔

جب اس طرح مادری زبان خوب اچھی طرح سے آجماوے تو کوئی دیگر زبان ہر تو اس کے بچنے میں نہایت آسانی ہوگی۔

بچوں کو سزا

بے اختیار غصہ کا اظہار ایک کمزوری ہے۔ جس کا اظہار شور و غل کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن اخلاقی غصہ جو قابو میں رکھا جائے

ویسا ہی چوزور ہے جیسا کہ ایک بندوق جو چلنے کے واسطے بھری گئی ہو اور بندوق کی طرح سے اپنی طرف سے متوجہ کرتا ہے۔ اور ادب کے ساتھ اس کا خوف ہوتا ہے نہایت ضروری ہے کہ سزا ملنے سے پیشتر کچھ پوری طرح سے سمجھے کہ یہ سزا بدلہ لینے کی غرض سے یا غصہ کی وجہ سے نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ وہ بادل نخواستہ ہے۔ اور اس بات کا افسوس ہے کہ اس کو اپنی غلط کاری کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور سزا کا مقصد خطا کاری کا لازمی نتیجہ سزا ہے۔ ہر قانون کی خلاف ورزی کی پاداش جگہستی ہوگی۔ وہ قانون جسمانی ہو یا اخلاقی یا دماغی۔ اگر کوئی فعل تین بار کرنے دیا جائے اور چوتھی بار اس سے روکا جائے۔ اس سے بچہ کے دل میں انصاف کا خیال

موت پوش ہو جاتا ہے گا۔ اور جب تار پہنکا۔ اور نہ فرماں اس کو جاہز معلوم ہوگی۔
 یہی کا نہ کرنا قابل تعریف نہیں ہے۔ اور اس پر انعام کا تو کوئی موقعہ ہی
 نہیں ہے۔ ایسے موقعہ پہنچنے کو یہ کہنا کافی ہے کہ تم نے ٹھیک کیا۔ مثلاً صبح بولنے یا
 ایک گمشدہ شے کے مالک کی تلاش پر انعام دینا۔ اس سب سے بڑی خوشی کی بے قدری
 کرنا ہے۔ جو نیک کلم کرنے سے بچو کہ ہوتی ہیں بچھ کر نیک اطواری اس کی جود تعریف
 کر کے سکھائی جاتی ہے۔ وہ تعریف پسند اور مغرور ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے
 ایک اور عیب ہے کہ اس خیال سے کہ وہ دل شکستہ نہ ہو لیکن کاموں پر کہ جن میں کوشش
 کرنی پڑتی ہے۔ والدین کو اظہار پسند یہی کی قسم کے ذریعے کرنا چاہئے۔
 فرض کرو کہ ایک بچہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے کھلونوں کو سونے کے وقت
 اٹھا کر رکھ دیا کرے۔ ورنہ وہ اس سے لے لئے جائیں گے۔ مگر وہ ان کو فرش پر بکھرا
 ہوا چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے بچے سے اس کے کھلونے لے لینے چاہئیں۔ اور جب وہ
 کھلونے کے نہ ہونے سے تکلیف محسوس کر کے راستہ کو سونے وقت اپنی ہر چیز مثل
 گنگھی۔ لولیا۔ کپڑے وغیرہ کو دکر کے رکھ دے تو آئندہ دن اس کو اس کے کھلونے
 واپس دہائیے جائیں۔

اگر ہم اپنے بچوں کو ان کی غلط کاری کے نتائج نہ پہنچتے ہیں تو ضبط نفس اور
 حکومت ذاتی سکھانے کے سبکے ٹرے ذریعے سے ہم ان کو محروم کرتے ہیں۔
 سزا کے دینے میں زیادہ دیر نہ کرنی چاہئے ابھی تصور کی یاد تازہ ہو کہ تصور کی سزا
 مل جائے۔ مگر سزا دینے میں اس قدر جلدی بھی نہ کرنی چاہئے کہ سزا دینے میں والدین کے
 غصہ اور چڑچڑے پن کا اظہار ہو۔ اگر سزا دینے میں دوسرے دن کا انتظار کیا جائے تو
 پھر اس بچہ کو کون سزا دے سکتا ہے۔ جو اپنے پہلے دن کے تصور کو بھول گیا ہے۔ اور
 مسکراتا ہوا خوش خوش صبح کے وقت ماں باپ کے پاس آتا ہے کہ وہ اس کو پیار کریں۔
 سزا بھی تصور کے مطابق ہونی چاہئے۔ نہ بہت سخت ہو نہ بہت خفیف اگر کھلی
 نسلوں نے سخی کے باب میں افراط کی تو اب نرمی میں تعریف ہے اور بچوں اور نوجوانوں

کون کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کہ جو چاہیں کریں۔ بعض اوقات دلدین میں سے ایک سزا کا کام دوسرے پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اکثر اوقات یہ بار ماں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ کیونکہ باپ اپنے کاروبار کی وجہ سے بہت تھوڑی دیر بچوں کے پاس رہتا ہے۔ اسی سیرسن صاحب کہتے ہیں کہ ایک بچہ بہت جلد محسوس کرتا ہے کہ بچہ ہوسے کھلے زل کو اکٹھا کرنا چاہئے۔ خراب کئے ہوئے کپڑوں کو بدلنا چاہئے۔ دیر کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اگر وہ روپیہ کو بچہ قونی سے فوج کر دیگا۔ تو والدین اس کو پھر روپیہ نہیں دیں گے۔ اگر وہ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو دق کرے گا تو پھر وہ اس کے ساتھ نہ کھیلیں گے۔ اگر وہ ضد کرے گا تو اس کی طرف توجہ نہ کرے گی۔

جب ان خفیف لغزشوں میں فعل کے مطابق سزا دی جائے تو بچہ بہت جلد محسوس کرے گا کہ جھوٹ بولنے سے وہ بے وقعت ہو جاتا ہے۔ ناجائز فائدہ سے دل خوش نہیں ہوتا۔ تصنع سے آدمی تنگ آ جاتا ہے حسد کرنے سے خود انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ خود غرض آدمی کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ جائز فائدہ سے آدمی کا دل خوش ہوتا ہے۔ ایما بندار آدمی کی وقعت ہوتی ہے۔ ہمدرد انسان سے ہر شخص محبت کرتا ہے۔ حسد نہ کرنے والے کو وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے جو قابل حسد تھی۔ اور بے غرض آدمی کا دل ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

کسین بچوں کا پڑ کر ام

بچوں کی مادی خدباتی۔ ذہنی اور روحانی فطرت میں اچھی اچھی باتیں پیدا کرنے اور بری باتیں نہ کرنے کے لئے استادوں معلموں کو حسب ذیل طریقے اختیار کرنا چاہئیں :

(۱) مادی ترقی کے لئے گروپش کی چیزیں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جن سے قدرت پرستی کا شوق پیدا ہو۔ ساز و سامان کھیل کتابیں اور تصویریں جہاں تک ممکن ہو ہندوستانی اور ہندوستانی طرز کی ہونی چاہئیں بغیر ملکوں کی چیزیں بارہ سال کی عمر کے بعد بتدریج معلومات کے اضافہ کے لئے جمیا کرنی چاہئیں۔

(۲) بچوں کے جذبات کو ترقی دینے میں تصویر کھلونے۔ ورزش کے کھیل باغ۔ بڑوں چھوٹوں کو سلام کرنا گھر کے کام کاج میں مدد دینا۔ یہ سب باتیں امدادی ہیں (۴) دو سال کی عمر تک بچے کو کسی خاص ماحول کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کیونکہ اس زمانہ میں وہ زیادہ تر اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ دو سال سے چھ سال کی عمر تک بچوں کے لئے علیحدہ ایک یاد دہا کرے ایسے کر دینے چاہئیں جن میں عزیز اقبال اور شاہیر کی ڈی ڈی تصویریں ہوں۔ جانوروں اور پرندوں کی تصویریں ہوں جن کے نیچے موٹے حروف میں ان کے نام لکھے ہوں مختلف چیزوں کے نمونے بطور کھلونوں کے ہوں۔ تصویر کشی کا سامان ہو۔ مٹی کے کھلونے بنانے کا سامان ہو۔ سادہ کاغذ۔ سلیٹ اور وصلی ہو۔ جن پر بچے تصویر بنا سکیں۔ پتنگ گولیاں گیندیں وغیرہ کھیلنے کے لئے ہوں۔ بچوں کو ہل بھر میں چار باغ مرتبہ سادہ غذا تین تین گھنٹے کے وقفہ سے دینی چاہئے۔ ان اوقات کے علاوہ کسی وقت نہ بچوں کو کچھ دینا چاہئے نہ ان کے سامنے کوئی ایسی چیز لانی چاہئے جس کی طرف ان کی توجہ منقطع ہو۔

بچوں کو سو سو بجھتے ہی جاگ اٹھنا چاہئے۔ اول ڈیڑھ گھنٹے میں رفع حاجت منہ ہاتھ دھونا۔ دانت اٹھنا۔ ہندگوں کو سلام کرنا۔ نماز پڑھنا۔ عبادت کرنا یہ سب کام ہو جائے چاہئیں۔ اس کے بعد دو گھنٹے ان کو کھیلنا چاہئے۔ پھر ڈیڑھ گھنٹے غسل اور کھانا کھانے میں صرف کرنا چاہئے۔ پھر ایک کھیلنا اور ایک گھنٹہ سونا دو گھنٹہ باہر نکل کر کھیلنا کوڑنا۔ ایک گھنٹہ کھانا کھانا اور پال سے بات چیت کرنا۔ ایک گھنٹہ باہر جا کر کھانا کھانا۔ ایک گھنٹہ دعا یاد کرنا۔ قومی گیت گانا۔ پہاڑ سے یاد کرنا۔ آدھ گھنٹہ غسل دو گھنٹہ کھانا کھانا اور شاہیر کے قصے سننا۔ اور ۱۰ گھنٹے

سونا چاہئے۔

(۳) چھ سے بارہ سال کی عمر کے بچوں کے لئے رہنے کو ایک علیحدہ کمرہ ایسا دینا چاہئے جس میں سامان آرائش جہاں تک ممکن ہو۔ نہایت کم ہو۔ اور اس میں پالتو بلیاں یا جانور ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ اس عمر کے لئے انضباط اوقات یہ ہونا چاہئے۔

سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے اٹھنا۔

ضروریات اور غسل و نماز اور ایک پیالی دودھ کا ناشتہ
 آدھ گھنٹہ کی جھٹی بھی ہو۔
 کھانا اور گھر کا کام کاج جو ہو سکے۔
 گھر کے اندر کھیل
 درمیان میں آدھ گھنٹہ کی جھٹی بھی ہو
 دوسرا کھانا اور باہر نکل کر کھیلنا
 غسل و نماز۔ پوچا۔ بچپن
 کھانا اور قسطے کھانیاں
 سونا۔

(۳) بارہ سے سولہ سال کی عمر تک کے لئے ایک کمرہ بچے کے لئے بالکل علیحدہ کر دینا چاہئے جس کے گرد برآمدہ اور پائیں باغ بھی ہو۔ اس کمرہ کی آرائش سامان اور تصاویر سے حسب پسند بچے کے کرنا چاہئے۔ اس میں کتابوں کا ایسا ذخیرہ ہونا چاہئے جن کو بچہ پڑھا کرے۔ بچے کے پینے کے کپڑے بھی اسی میں رکھنا چاہئیں۔ اس عمر کے لئے انضباط اوقات یہ ہو سکتا ہے۔
 سوکر اٹھنا۔ سورج نکلنے سے تین چوتھائی گھنٹہ سے پہلے

ضروریات اور نماز وغیرہ اور ناشتہ
 پڑھنا لکھنا
 ایک گھنٹہ
 دو گھنٹہ

کھانا اور گھر کا کام کاج

پڑھنا یا درسہ جانا

دوپہر کا کھانا اور آرام

پڑھنا یا درسہ جانا

باہر نکل کر کھیلنا گھڑنا

گھر کے بچوں سے باتیں کرنا

کھانا اور گھر کا کام کاج

بزرگوں کو مذہبی کتابیں پڑھانی

سناتا
Checked
1037

ڈیڑھ گھنٹے

دو گھنٹے

ایک گھنٹے

دو گھنٹے

دو گھنٹے

ایک گھنٹے

ڈیڑھ گھنٹے

ڈیڑھ گھنٹے

۸ گھنٹے

بچوں کو بلاشبہ ضرورت و ایہ ضرورتوں کے حوالے سے کرنا چاہئے۔ بچوں کو اور بچوں کی ماں کو ہمیشہ صاف ستھرا ہونا لازم ہے۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ محبت کی گفتگو کرنا چاہئے۔ بچوں کے کھیلنے میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چوٹ نہ کھاتیں۔ مگر اس خیال سے ان کو کھیلنے سے روکنا نہ چاہئے، بچوں کو شاہد کرنے کی عادت ڈلوانی چاہئے۔ اور جس قدر سوال وہ کریں ان کے معقول جواب ان کو دینے چاہئیں۔ بچوں کو آسان کھیل ہی کھیل میں نظمیں یاد کرانی چاہئیں۔ اس سے ان کی نقل کرنے کی قوت بڑھے گی۔ ناچنا گانا۔ اور رسومات مذہبی کا ادا کرنا بھی ایسی چیز سے نافع ہے۔ بچوں کو ہمیشہ باقاعدہ ورزش کرنا چاہئے جس سے تمام اعضائے جسمانی کو مناسب طور سے فائدہ پہنچے۔ بچوں کو غذا سادہ اور سفید اور اوقات مقررہ پھرنی چاہئے۔ بچوں کو باہر نکل کر کھیلنے کی تاکید رکھنی چاہئے۔ بچوں کو غسل روزانہ اور شہدے پانی سے کرنا چاہئے۔ بچوں کے کپڑے ڈھیلے مگر خوبصورت ہونے چاہئیں۔

حصہ دوم تمام شد

اس کتاب کا حصہ اول "جنس لطیف" ضرور ملاحظہ کیجئے۔ مفصل اشتہار و ملاحظہ ہو

ایک ہی تہہ
موریتیں
تہہ بہ تہہ

تہہ بہ تہہ
تہہ بہ تہہ
تہہ بہ تہہ

حاجہ
مطالعہ
بہار سکھ
ہے۔ دلچ
مذاہق
تہہ بہ تہہ
ادبیات کا
تہہ بہ تہہ

عین کا
تہہ بہ تہہ
تہہ بہ تہہ

و الحبيب او مفید کتابیں

یہاں کی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

بسم الله الرحمن الرحيم

حسن کی ستم آریاں جہاں پہر میں /
کے ہوئے ہیں کرشمہ ساز میں وہاں
اے نوازِ دوق میں بھی اپنی تخم آراں /
تجہ کہیں - ایسا کہ خجہ تفتیں عامر ہی کہ

حسن بن علی

[illegible]

مستانی ارشدین

[illegible]

تاریخ ۱۳۰۲

Handwritten text in Urdu script, likely a signature or official stamp, appearing on the right side of the page.

فیت
صبر و شکر

مفتی کیجئے اس کے مطابق سے دو ہفتہ کے اندر آپ کی تحریر و تقریر میں جرحہ و انگیزش یہاں ہر جاسے کی تابلیق مضبوط ہو جائے گی اور وہ

حقوق کا

سرایت سرعت انزال حضرت
 باہر کے بغیر لے سکے ایکسپریس
 ہے۔ دلچسپ ہر سنے کے علاوہ
 مزاحمت کے لئے اچھا ہے
 تیرا ہدف اور پوئیا کی
 ادبیت کا باہر نرانا ہے

انخصوصی خبریں

وہ سال کی حکمران سے اور اس کے بیٹے
جو اپنے کسی عزیز پر یا کسی سید پر
میں گویا ہوں کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے
سے یہ اصل کے جوئے اندازاً ہے
جوئے پختہ ہو گیا ہے
جوئے پختہ ہو گیا ہے

عزیز کا پتہ
انجمن اہل سنت کی دکان
کراچی پاکستان

ملک شاهی
شاه شاهی و ملکہ
محبوبہ

مجلس

دور و چسپاں کا پتہ
دور و چسپاں کا پتہ
دور و چسپاں کا پتہ
دور و چسپاں کا پتہ
دور و چسپاں کا پتہ

علم و ادب کی دنیا میں انقلاب کرنیوالا ماہوار رسالہ نئی روشنی

نئی روشنی میں اڑا دل تا آخر نہایت دلچسپ و دلکش اور دلنواز مضامین و جہ ہوتے ہیں۔

نئی روشنی میں اعلیٰ درجہ کے عربی تراجم بلند پایہ مضامین اور نہایت دلچسپ افسانے شائع ہوتے ہیں۔

نئی روشنی اسلامی معارف کا آئینہ ادبی تحسیسوں کا مجموعہ اور تاریخی معلومات کا خزانہ ہے۔

نئی روشنی کا ہر مضمون اپنے اندر انقلاب برپا کرنے کی حیرت انگیز قوت رکھتا ہے۔

مئی روشنی میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جاتی ہے اور قدامت پسندوں کی غلطیوں پر عالمانہ نکتہ چینی کی جاتی ہے۔

نئی روشنی اس لئے جاری کیا گیا کہ غفلت مسلمانوں کو بیدار کر دے۔ نئی روشنی کے نوجوانوں کو اسلام کی حقیقت

سمجھائیے اور محبت و درخ کے ٹھیکہ داروں کے حال و قال پر روشنی ڈال کر اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کرے۔

نئی روشنی ہیں وہ تمام ادبی اور فکری و تحریکی وجود ہیں جو ایک ترقی یافتہ رسالہ میں ہونی چاہئیں۔

یہی روشی کے تمام مضمون نگار اعلیٰ درجے کے روشن خیال حامی اسلام و تعلیم انشربت دین بلانوال سہرت کے

وہ کشتہ کے مالک کہہ رہا تھا کہ یہ کشتہ ایک عوامی شہداء کا ہے۔

کی مروتی اور احوال کو سننے کی کوشش کرنا چاہیے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ اسے

یہ نمونہ حضرت اہلبیت علیہ السلام قیمت ہے

بختیار علی امرتسریہ

ایمپریال

الحسين بن علي بن ابي طالب

کتابت در روز ۱۲۰۰

[illegible]

مجلس شورای اسلامی

خانہ نمبر

عیت کشت

کتاب ایکسٹنشن ایسی جان ہوتی ہے

حضرت ابی قحطافہؓ

کے دفاعت قرائق سوئی

جرجی زمینان / ایڈیٹر / خیابان

کات پکارے ہیں

پس و چون که ایشان را از این بزرگوں و اولاد محبت
بسیار بود و چون که ایشان را از این بزرگوں و اولاد محبت

انجام حق و علق کی کرشمه سازان بختی